دین حنیف کا ترجمان

ماہنامہ سیدھا راستہ لاہور

(جلد نمبر ۷ شمارہ نمبر ۱۰) محرم الحرام / صفر المظفر ۱۴۲۸ھ فروری ۲۰۰۷ء

اولیاء کرام کا ہے فیضان پاکستان

ہر پاکستانی، پاکستانی مشروبات و مصنوعات کا استعمال کرے

فہرست

۱	حمد باری تعالیٰ و ماہِ ربیع اول	۲
۲	اداریہ	۳
۳	تفسیر یوسفی	۵
۴	درس حدیث شریف	۱۰
۵	حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ	۱۲
۶	مصائب میں ثابت قدمی	۱۶
۷	شریعت و طریقت کی تعلیم بحوالہ کشف المحجوب شریف	۱۹
۸	بخاری شریف پڑھیے بحوالہ تیسیر الباری	۲۳
۹	شخصیات، حضرت خواجہ حسن بصری رضی اللہ عنہ	۲۷
۱۰	حسن کارکردگی	۳۱
۱۱	تبصرۂ کتب	۳۴
۱۲	کامل پیر و مرشد یوسف مصرِ محبت	۳۵

بیادگار

عالم یلمعی فاضل لوذعی

پیر طریقت قطب جلی امین علم لدنی حضرت علامہ

حاجی محمد یوسف علی نگینہ سرکار قدس سرہ العزیز

بظل عنایت

مجمع انور نگینہ پیر طریقت صاحبزادہ حاجی محمد اللہ دتہ یوسفی

مجمع انور نگینہ پیر طریقت صاحبزادہ منیر احمد یوسفی

مجمع انور نگینہ پیر طریقت صاحبزادہ بشیر احمد یوسفی

مجمع انور نگینہ پیر طریقت صاحبزادہ خلیل احمد یوسفی

سجادہ نشین آستانہ عالیہ پیلے گوجراں شریف تحصیل سمندری ضلع فیصل آباد

مدیر اعلیٰ
منیر احمد یوسفی (ایم۔اے)

مینیجنگ ایڈیٹر
رشید احمد جنجوعہ ایم۔اے ایل۔ایل۔بی

مدیر معاون
صاحبزادہ حافظ خلیل احمد یوسفی

سرکولیشن کنٹرولر
شیخ فہد احمد یوسفی

زیر انتظام

صاحبزادہ بشیر احمد یوسفی

صاحبزادہ حافظ خلیل احمد یوسفی

مسلسل اشاعت کا سترہواں سال

قیمت فی شمارہ	25
الجزائر، ایران، ترکی، عراق	1500
عرب امارات و سعودی عرب	1500
انگلینڈ	1500
کینیڈا، امریکہ	2000
پاکستان	250

ویب سائٹ: www.seedharastah.com

ای میل ایڈریس: info@seedharastah.com

حمد باری تعالیٰ

از قلم: عقیل گیاوی (بشکریہ جام نور دہلی)

اس بحرِ بیکراں میں یہ جلوہ نما ہے کون
مچھلی کو تیرنے کا ہنر دے رہا ہے کون

حکمت سے کس کی ہیں یہ پہاڑوں کے سلسلے
تحت الثریٰ میں کیا ہے، خبر آشنا ہے کون

ققنس کو لَے شناسی کی بخشی ذہانتیں
پتھر کے نیچے کیڑے کا حاجت روا ہے کون

صوتِ بشر سے اس کی صدا کی مشابہت
طوطے کو بولنے کا سلیقہ دیتا ہے کون

رہتے ہیں ایسے لوگ خسارے کی دھند میں
ملحد کو کیا خبر کہ سبھوں کا خدا ہے کون

کھوئی ہوئی ہے ذکر میں فصلِ بہار بھی
خوشبو یہ ہر مقام پہ بکھیر رہا ہے کون

غرقاب آب قہر میں فرعونیت ہوئی
باطل کو قسط قسط مٹا رہا ہے کون

گمراہیوں سے مجھ کو بچاتا ہے اے عقیلؔ
منزل کی آگہی کی ضیاء بھیجتا ہے کون

رباعی

نال انگلی دے چن دوکھن کر دا ملکے شہر دا بدر منیر ویکھو
آوے عمر تے جاوے فاروق بن کے سوہنا بدلدا کیویں تقدیر ویکھو

کھارے کھوہ مٹھاس وچہ بدل دیندا لب اُوہدے دی شیریں تاثیر ویکھو
ہر تھاں پاک محمد ﷺ دا حسن یوسف کر کے روشن اپنے ضمیر ویکھو

منقبت حسین رضی اللہ عنہ

از قلم: مولانا محمد یونس مالیگ

بچپن میں جو کہا تھا نبھایا حسین (رضی اللہ عنہ) نے
راہِ خدا میں سر کٹایا حسین (رضی اللہ عنہ) نے

آغوشِ مصطفی ﷺ میں پلے ناز سے مگر
کیا بار سختیوں کا اٹھایا حسین (رضی اللہ عنہ) نے

کیا صبر کیا جگر تھا کہ سب کچھ مٹا مگر
اُف تک زبان پر نہیں لایا حسین (رضی اللہ عنہ) نے

اسلام کے چمن میں خزاں آنے ہی کو تھی
قربانیوں سے سینچا بچایا حسین (رضی اللہ عنہ) نے

تھا ظلم و جبر قہر یزیدی عروج پر
صبر و رضا کا جلوہ دکھایا حسین (رضی اللہ عنہ) نے

دی راہ حق میں جان حیاتِ ابدی ملی
اس طرح ہم کو جینا سکھایا حسین (رضی اللہ عنہ) نے

سر دے دیا مگر کبھی باطل کے سامنے
ہرگز نہ اپنے سر کو جھکایا حسین (رضی اللہ عنہ) نے

سرخی لہو کی لالہء صحرا کو دی ہے کچھ
اور کچھ شفق کو سرخ بنایا حسین (رضی اللہ عنہ) نے

وحشت فزاء جو پہلے تھا صحرائے کربلا
جنت نشان اُس کو بنایا حسین (رضی اللہ عنہ) نے

رنگینیاں تو دیکھو شہیدوں کے خون کی
جنگل کو لالہ زار بنایا حسین (رضی اللہ عنہ) نے

یونسؔ ہیں اہل بیت کے ہم دِل سے مدح خواں
مژدہ نجات کا سنایا حسین (رضی اللہ عنہ) نے

اداریہ

پتنگ بازی کا آرڈیننس

اس میں کوئی شک نہیں کہ بسنت کبھی بھی اور کسی بھی لحاظ سے اہل اسلام کا تہوار نہیں رہا۔ تاریخی لحاظ سے یہ صریحاً ہندووانہ تہوار ہے اور اسلامی تعلیمات کے خلاف ہے۔ بسنت اور پتنگ بازی ہمارے کلچر اور تہذیب کا حصّہ نہیں ہے۔ یہ حقیقت بھی سب پر عیاں ہے کہ اِس خونی تہوار نے بے شمار قیمتی جانوں کو ضائع کرنے کے علاوہ ہماری معیشت پر بھی منفی اثرات مرتب کئے ہیں۔ پتنگ بازی کی وجہ سے واپڈا کی تنصیبات بُری طرح متاثر ہونے سے بجلی کا نظام درہم برہم ہو کر رہ گیا جس کی وجہ سے صنعتی پیداوار میں بہت زیادہ کمی واقع ہوئی۔

یہ بات ہر ایک کے علم میں ہے کہ حکومتی سرپرستی سے قبل بسنت کے بارے کوئی یہ نہیں کہتا تھا کہ یہ ایک کھیل ہے اور ہماری تہذیب کا حصّہ ہے بلکہ محض انفرادی طور پر چند لوگ پتنگ اڑاتے تھے۔ افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ اب حکومت کی حتی المقدور کوشش ہے کہ بسنت اور پتنگ بازی کو اپنی تہذیب اور کلچر کا حصّہ بنایا جائے۔ ہمارے روشن خیال حکمران' سرپرستی کر کے اِس تہوار کو خواہ مخواہ پذیرائی بخش رہے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ یہ خونی کھیل ایک لاعلاج اور مہلک مرض کی طرح پورے ملک بالخصوص صوبہ پنجاب اور پھر لاہور میں پھیل گیا ہے۔ اس سے لاتعداد انسانوں کی گردنیں کٹیں' نہ جانے کتنے گھروں کے چراغ گُل ہوئے' کتنی ماؤں کے لختِ جگر ذبح ہوئے اور کتنی سہاگنوں کے سہاگ اجڑ گئے۔ لیکن صد حیف کہ اربابِ بست و کشاد بسنت کو جشنِ بہاراں کا نام دے کر اِس کی سرپرستی کر رہے ہیں۔ یہاں تک کے صدرِ مملکت اپنی گوناں گوں مصروفیات کو پس پشت ڈالتے ہوئے لاہور آکر باقاعدہ طور پر پتنگیں اڑانے کا شوق پورا کرتے ہیں لیکن جب اُن کو اپنی رعایا کی گردنیں کٹنے کا قطعاً خیال نہ رہا تو ہر سطح پر صدائے احتجاج بلند ہونے کی وجہ سے بالآخر پاکستان کی عدالت عظمیٰ نے از خود اس بات کا نوٹس لیتے ہوئے اِس پر پابندی عائد کر دی تو لوگوں نے عدالت کے اس مستحسن قدم کو سراہتے ہوئے سُکھ کا سانس لیا۔ لیکن روشن خیال اربابِ اقتدار کو نا معلوم کیا بے چینی ہے کہ وہ عدالتی حکم کے باوجود بسنت منانا چاہتے ہیں حالانکہ ہر طبقۂ فکر کے لوگ اِس کی مخالفت کر رہے ہیں کہ ایسی خونی بسنت اور پتنگ بازی کی اجازت نہ دی جائے۔

سوال ہے کہ اگر حکومت جشنِ بہاراں منانا چاہتی ہے تو کیا پتنگ بازی کے بغیر ایسا نہیں کیا جاسکتا؟ لیکن معلوم ہوتا ہے کہ حکمران اِس معاملے میں بھی اپنی رِٹ قائم کرنا چاہتے ہیں۔ اب عدالتی حکم کے باوجود حکومتی شوق پورا کرنے کے لئے گورنر پنجاب نے پندرہ دن کے لئے پتنگ بازی کی اجازت کا آرڈیننس جاری کر دیا ہے۔ گویا کہ گردنیں کاٹنے کا لائسنس جاری ہو گیا ہے۔ واضح ہو کہ اس سے قبل بھی متوسط اور غریب طبقہ کا بھرم قائم رکھنے کے لئے عدالتِ عظمیٰ نے شادی بیاہ پر کھانے کی پابندی عائد کر رکھی تھی لیکن ہمارے ''عوامی نمائندگان'' نے اِس کے برعکس اسمبلی سے باقاعدہ ایک بل منظور کرا کے کھانے کی اجازت لے لی ہے اور اب شادی بیاہ پر جس طرح بے دریغ خرچ ہو رہا ہے اُس کو بیان نہیں کیا جاسکتا۔ اگرچہ عدالت عظمیٰ نے حکومت پنجاب سے اِس سلسلہ میں وضاحت طلب کی ہے لیکن سوچنے کی بات ہے ''چوں کفر از کعبہ برخیزد' کجا ماند مسلمانی''

کیا حکومت کے کرنے کے یہی کام رہ گئے ہیں۔ کیا باقی معاملات میں ''حکومت کی رِٹ'' قائم ہو چکی ہے؟ کیا ضروریاتِ زندگی عام آدمی کی دسترس سے باہر نہیں؟ کیا امن وامان کی صورت حال غیر تسلی بخش نہیں؟ کیا مہنگائی کا عفریت سفید پوش طبقہ کو نگل نہیں رہا؟ اگر ان سب باتوں کا جواب مثبت ہے تو پہلے اِن کاموں کی طرف توجہ دینے کی ضرورت ہے۔ اِن سے صرفِ نظر کرنا اپنے آپ کو دھوکا دینے والی بات ہے۔ محض بسنت منانے' پتنگ اڑانے اور مخلوط میراتھن ریس سے ہم نہ تو ترقی کر سکتے اور نہ ہی مہذب کہلا سکتے ہیں۔

یہ بے راہ روی اور بے حیائی، جو کبھی میراتھن ریس، کبھی جشن بہاراں و پتنگ بازی اور کبھی حقوق نسواں کی آڑ میں پھیلانے کی کوشش کی جارہی ہے، ارباب حل وعقد جب خدا کے حضور حاضر ہوں گے اور اپنی رعایا کے بارے میں جوابدہ ہوں گے تو اُن کے پاس کیا جواز ہوگا؟ ذہن میں رہے کہ رعایا کے غلط کاموں کے بارے میں حکمرانوں سے باز پرُس ہوگی۔ چہ جائیکہ حکمران خود اِن کاموں میں شامل ہوں۔ لہٰذا ابھی وقت ہے، آخرت کی فکر کریں۔ بے راہ روی کی بجائے صراط مستقیم پر چلنے کی کوشش کریں۔ اللہ تبارک وتعالیٰ اپنے پیارے حبیب ﷺ کے صدقے اِس کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

نذرانہ محبت: بخدمت جناب پیر طریقت رہبر شریعت حضرت علامہ مولانا **حاجی محمد یوسف علی نگینہ** رحمہ اللہ تعالیٰ

از: نازش اہلسنّت مفتی اعظم پاکستان مفسر قرآن **ابوالصالح محمد فیض احمد اویسی رضوی** صاحب (بہاولپور) پاکستان

فقیر ۱۹۵۱ سے ۱۹۵۲ میں فیصل آباد (سردار آباد) دورۂ حدیث شریف کے لئے محدث اعظم پاکستان علامہ الحاج محمد سردار احمد صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں چند ماہ مشرف رہا۔ اِسی دوران علماءٗ ومشائخ اور نعت خوان حضرات کی زیارت ہوتی۔ سال میں جامعہ رضویہ میں کئی تقاریب منعقد ہوتیں لیکن تقریر اور نعت خوانی کے لیے کسی خاص بزرگ کو ہی موقعہ ملتا یعنی تقریر کے لئے محتاط عالم دین اور نعت خوانی کے لئے متشرع اور دائرہ شریعت کا پابند ہونا ضروری تھا ورنہ اُسے دوران تقریر و نعت خوانی، غلطی پر فوراً انتباہ کیا جاتا۔ نعت خوانی میں حضرت محمد یوسف علی نگینہ رحمہ اللہ تعالیٰ نمایاں تھے۔ جب نعت شریف پڑھتے تو مجمع میں خصوصی کیفیت پیدا ہو جاتی انہی دنوں اُن کی نظم جس کا ایک مصرعہ یہ ہے ''لے یارھویں والے داناں تے ڈبی ہوئی تر جائیں گی'' خوب پڑھی جاتی تھی۔ فقیر چونکہ گوشہ نشین رہتا تھا اِس لئے اِس دوران کسی بزرگ یا عالمِ دین یا نعت خواں سے شناسائی نہ تھی۔ البتہ حضرت نگینہ صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کے تشریف لانے کا انتظار رہتا تھا اور غیر متعارفانہ طور پر دور سے زیارت کر لیتا۔ فقیر نے علمی فراغت کے بعد اپنے گاؤں حامد آباد ضلع رحیم یار خاں میں مدرسہ منبع الفیوض کی بنیاد ڈالی اور برسوں اِسی میں درس وتدریس میں مشغول رہا۔ باہر دور کے شہروں میں آنے جانے کا موقعہ نہ ملا۔ فیصل آباد (سردار آباد) میں بھی حضرت محدث اعظم پاکستان رحمہ اللہ تعالیٰ کی زندگی میں صرف ایک دو بار حاضری کا موقعہ نصیب ہوا۔ اسی دوران حضرت نگینہ صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ ہوں یا کوئی اور بزرگ کسی کے متعلق معلومات حاصل نہ ہوسکیں۔ البتہ جب سے آپ (یعنی حضرت نگینہ صاحب) کے یاران طریقت نے ماہنامہ ''سیدھا راستہ'' کا اجراء کیا اور فقیر کو بھی اِس کے مطالعہ کا موقعہ بخشا تو حضرت نگینہ صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کے مضامین پڑھتے ہی حیران رہ گیا کہ وہ نگینہ صاحب جو چند سال پہلے ایک نعت خواں کی حیثیت سے ہمارے سامنے تھے اب یہ اتنا بڑا علمی معیار کیسے نصیب ہو گیا شاید کسی مردِ کامل کی نگاہ سے نوازے گئے کہ ایسی قابلیت بزور بازو یعنی عقل وفہم سے حاصل نہیں ہوسکتی۔ واقعی کسی مرد کامل کی نگاہ کا کمال ہے حضرت علامہ ڈاکٹر محمد اقبال رحمہ اللہ تعالیٰ نے ایسے حضرات کے لئے فرمایا ہے: ؎

نگاہِ ولی میں وہ تاثیر دیکھی بدلتی ہزاروں کی تقدیر دیکھی

اللہ تبارک وتعالیٰ حضرت نگینہ صاحب پر کروڑوں رحمتیں نازل فرمائے اور جو اُن کے دامن سے وابستہ ہیں اُنہیں بھی دارین کی فلاح و بہبود سے سرشار فرمائے اور آپ کی اولاد واحباب دائماً شاد وآباد ہوں۔ آمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وسلم۔

مدینہ کا بھکاری:

الفقیر القادری ابوالصالح محمد فیض احمد اویسی رضوی غفرلہ بہاولپور پاکستان۔ ۲۶ ذوالحجہ ۱۴۲۷ھ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تفسیر یوسفی

از قلم: پیر طریقت امین علم لدنی حضرت قبلہ
حاجی محمد یوسف علی نگینہ صاحب علیہ الرحمہ

یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اسْتَعِیْنُوْا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوۃِ ط اِنَّ اللّٰہَ مَعَ الصّٰبِرِیْنَ ۝ (البقرۃ:۱۵۳)

''اے ایمان والو! صبر اور نماز سے مدد چاہو بے شک اللہ (تبارک وتعالیٰ) صابرین کے ساتھ ہے''۔

''علی قضاء حوائجکم الدینیة والدنیویة خصوصاً علی نیل درجات القرب والمعارف اللدنیة'' ۱ ''اپنی دینی اور دنیاوی حاجات میں خاص کر درجاتِ قرب و معرفت نفسانیہ کو روکو''

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں: **الصبر صبران صبر عندالمصیبة حسن واحسن منه الصبر عن محارم الله** ۲ ''صبر کی دو قسمیں ہیں۔ مصیبت کے وقت صبر' گناہوں کے کرنے سے صبر (یعنی گناہوں سے رُکنا) اور یہ صبر پہلے صبر سے زیادہ اچھا ہے''

حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں: **الصبر اعتراف العبد لله اصیب فیه واحتسابه عند الله ورجاء ثوابه وقد یجزع الرجل وهو یتجلد لا یری منه الا الصبر** ۳ ''انسان کا ہر چیز کے اللہ (تبارک وتعالیٰ) کی طرف سے ہونے کا اقرار کرنا' ثواب کی طلب کرنا، اللہ (تبارک وتعالیٰ) کے پاس مصیبتوں کے اجر کا ذخیرہ سمجھنا یہ صبر ہے''۔

صبر لغت میں روکنے کو کہتے ہیں۔ مطلب یہ ہے کہ اپنی خواہشات نفسانیہ کو روکو۔

بانتظار النحج والفرح توکلا علی الله وحبس النفس عن الجزع فانه لا یغنی من القدر شیئا وحبس النفس عن المعاصی وعلی الطاعات ۴

(لفظ صبر بہت سے معانی پر مشتمل ہے) اوّل یہ کہ اللہ (تبارک وتعالیٰ) پر توکل کرکے خوشی اور حاجت روائی کا انتظار کرو۔ دوم یہ کہ اپنے نفس کو فریاد اور جزع وفزع سے روکو کیونکہ جزع وفزع کچھ نافع نہیں جو کچھ مقدر میں ہے وہ ہو کر رہے گا۔ سوم یہ کہ اپنے نفس کو گناہوں سے بچاؤ اور اطاعت پر جماؤ' اِس سے مصیبتیں جاتی رہیں گی کیونکہ اللہ (تبارک وتعالیٰ) فرماتا ہے۔ **وَمَآ اَصَابَکُمْ مِّنْ مُّصِیْبَةٍ فَبِمَا کَسَبَتْ اَیْدِیْکُمْ** ۵ ''اور تمہیں جو مصیبت پہنچتی ہے وہ تمہارے اپنے ہاتھوں کی کمائی ہے''۔

وقال مجاهد اراد بالصبر الصوم ومنه سمی شهر رمضان شهر الصبر وذلک الصوم یزهده فی الدنیا والصلوۃ یرغبه فی الاخرۃ ۶ ''حضرت مجاہد رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ صبر سے مراد روزہ ہے اِس لئے کہ رمضان (المبارک) کے مہینے کو صبر کا مہینہ کہتے ہیں۔ روزہ اور نماز یہ دونوں حُبِ جاہ ومال کے ترک کا باعث ہیں۔ روزہ دنیا سے بے رغبت کرتا ہے اور نماز آخرت کی طرف مائل کرتی ہے''۔

---

۱ مظہری جلد ۱ ص ۱۵۱ ۔ ۲ ابن کثیر جلد ۱ ص ۹۷، درمنثور جلد ۱ ص ۱۵۹ ۔ ۳ ابن کثیر جلد ۱ ص ۹۷، درمنثور جلد ۱ ص ۱۵۹ ۔ ۴ مظہری جلد ۱ ص ۶۴، ابوسعود جلد ۱ ص ۱۳۰ با ختلاف الفاظ۔ ۵ الشوریٰ: ۳۰ ۔ ۶ مظہری جلد ۱ ص ۶۴۔

لحن الشھوات فان النار محفوفة بھا وعلی المکارة فی النفوس والاموال فان الجنة محفوفة بھا ۷ ''یہ کہ جہنم خواہشات سے ڈھکی ہوئی ہے اور اپنے نفس کو جانی اور مالی مشقتوں اور سختیوں پر روکو کیونکہ جنت انہی سے گھری ہوئی ہے''۔

وعلی الذکر والطاعات والعزلة عن سوء المجالس ۸ ''اور بری مجالس سے یکسوئی اور ذکر وطاعت پر نفس کو مجبور کرو''۔ کیونکہ رسول کریم ﷺ نے خلوت کی فضیلت میں فرمایا ہے: خیر مال المسلم الغنم ینبع بھا شعف الجبال یفر بدینه من الفتن ۹ ''مسلمان کا عمدہ مال بکریاں ہیں کہ انہیں لے کر کسی پہاڑ کی چوٹی پر چلا جائے اور فتنوں سے اپنے دین کو بچائے''۔

وَالصَّلٰوةِ ط (اور نماز سے) بعض مفسرین نے کہا ہے وَالصَّلٰوةِ میں واؤ بمعنی علٰی ہے اِس تقدیر پر آیت کے معنی ہیں'' کہ نماز پر صبر سے مدد چاہو'' جیسا کہ دوسری جگہ اللہ تبارک وتعالیٰ فرماتا ہے: وَاْمُرْ اَھْلَکَ بِالصَّلٰوةِ وَاصْطَبِرْ عَلَیْھَا ط ۱۰ ''(یعنی اے محبوب صلی اللہ علیک وسلم) آپ ﷺ اپنے اہل خانہ کو نماز کا حکم فرمایئے اور خود بھی اِس پر قائم رہیئے''

نماز ام العبادات:

''صبر میں اگرچہ نماز بھی داخل ہوگئی تھی لیکن خصھا بعد التعمیم لرفعة شأنھا فانھا ام العبادات جامعة للطاعات معراج للمؤمن ۱۱ ''نماز کے مہتم بالشان اور ام العبادات اور جامع طاعات اور معراج مومن ہونے کی وجہ سے اُسے خاص طور پر جداگانہ ذکر فرمایا''۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے روایت ہے، فرماتے ہیں، رسول کریم ﷺ نے فرمایا:

اَلصَّلٰوةُ عِمَادُ الدِّیْنِ ۱۲ ''نماز دین کا ستون ہے''۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں' رسول کریم ﷺ نے فرمایا: اَلصَّلٰوةُ نُوْرُ الْمُؤمِنِ ۱۳ ''نماز مومن کا نور ہے''

حضرت ابو مالک اشعری رضی اللہ عنہ سے مروی روایت میں صبر اور نماز کی فضیلت کے ساتھ دیگر عبادات کو بڑے جامع انداز میں بیان کیا گیا ہے فرماتے ہیں رسول کریم ﷺ نے فرمایا:

اِسْبَاغُ الْوُضُوْءِ شَطْرُ الْاِیْمَانِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ مِلْءُ الْمِیْزَانِ وَالتَّسْبِیْحُ وَالتَّکْبِیْرُ مِلْءُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَالصَّلَاةُ نُوْرٌ وَالزَّکَاةُ بُرْھَانٌ وَالصَّبْرُ ضِیَاءٌ وَالْقُرْاٰنُ حُجَّةٌ لَکَ اَوْ عَلَیْکَ کُلُّ النَّاسِ یَغْدُوْ فَبَائِعٌ نَفْسَهٗ فَمُعْتِقُھَا اَوْ مُوْبِقُھَا ۱۴ ''پورا وضو کرنا آدھا ایمان ہے الحمد للہ میزان اعمال کو (ثواب سے) بھر دیتا ہے اور سبحان اللہ اور اللہ اکبر آسمانوں اور زمین کو (ثواب سے) بھر دیتا ہے نماز نور ہے اور زکوٰة (صدق ایمان کی) دلیل ہے صبر (دل کی) روشنی ہے قرآن مجید (نجات کی اور ہلاکت کی) حجت ہے۔ ہر آدمی صبح کرتا ہے پھر اپنا نفس بیچتا ہے' سو اُسے آزاد کرنے والا ہے اور کوئی ہلاک کرنے والا ہے''۔ یعنی جس نے اچھے کام کئے اُس نے آزاد کیا اور جس نے بُرے اعمال کئے اُس نے ہلاک کیا۔

حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی قدس سرہ العزیز فرماتے ہیں غایة مقاماتِ العابدین حقیقیة الصلوٰة والترقی ھناک وبکثرة الصلوٰة ۱۵ ''عبادت گذاروں کے درجات کی انتہا اور بازگشت نماز کی حقیقت ہے اور نماز کی کثرت سے درجات میں

---

۷ مظہری جلد ۱ ص ۱۵۱۔ ۸ مظہری جلد ۱ ص ۱۵۱۔ ۹ مظہری جلد ۱ ص ۱۵۲۔ ۱۰ طٰہٰ: ۱۳۲۔ ۱۱ مظہری جلد ۱ ص ۱۵۲، تفسیر ابو سعود جلد ۱ ص ۲۲۰، تفسیر روح البیان جلد ۱ ص ۲۵۷۔
۱۲ ایضاً۔ ۱۳ ایضاً۔ ۱۴ ابن ماجہ حدیث نمبر ۲۸۰، ۴۲۱۰، دارمی جلد ۱ ص ۱۶۷، ترمذی حدیث نمبر ۳۵۱۷، مسند احمد جلد ۵ ص ۳۴۳۔ ۳۴۲، الترغیب والترہیب جلد ۳ ص ۵۳۷۔
۱۵ مظہری جلد ۱ ص ۱۵۲۔

ترقی ہوتی ہے''۔

کریم آقا ﷺ فرماتے ہیں **وَجُعِلَتْ قُرَّةُ عَيْنِي فِي الصَّلٰوةِ** ۱۶؎ ''میری آنکھوں کی ٹھنڈک نماز میں رکھی گئی ہے''۔ تفکرات کے رفع کرنے اور حاجات کے پورا ہونے میں نماز کو بڑا دخل ہے چنانچہ حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ کے بھائی حضرت عبدالعزیز رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں: **انه علیه الصلوٰة والسلام کان اذا حزبه امر فزع الی الصلوة** ۱۷؎ جب کوئی مہم پیش آتی تو نبی کریم ﷺ نماز کی طرف توجہ فرماتے تھے۔ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں' **کان النبی** ﷺ **اذا حزبه امر صلی** ۱۸؎ ''جب کوئی مہم پیش آتی تو نبی کریم ﷺ نماز کا حکم فرماتے''

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں **رجعت الی النبی** ﷺ **لیلة الاحزاب وهو مشتمل فی شملة یصلی** ۱۹؎ ''غزوہ خندق کے موقع پر جب میں نبی کریم ﷺ کی بارگاہِ اقدس میں حاضر ہوا تو آپ ﷺ چادر مبارک اوڑھے نماز پڑھ رہے تھے''۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں، **لقد رایتنا لیلة بدر وما فینا الا نائم غیر رسول الله** ﷺ **یصلی ویدعو حتی اصبح** ۲۰؎ ''میں نے غزوۂ بدر کی رات دیکھا کہ ہم سب لوگ سو گئے تھے مگر اللہ (تبارک وتعالیٰ) کے (پیارے) رسول (ﷺ) ساری رات نماز میں مشغول رہے اور صبح تک نماز اور دُعا میں لگے رہے''۔

تفسیر ابن جریر میں ہے نبی کریم ﷺ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے پاس سے گزرے' دیکھا کہ **وهو منبطع علی بطنه** ''وہ بھوک کے مارے پیٹ کے درد سے بے تاب ہو رہے ہیں'' آپ ﷺ نے فرمایا: **اشکم درد: (ابو جعک بطنک ؟)** کیا تمہارے بطن میں درد ہے؟ انہوں نے عرض کیا جی ہاں! یارسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم: تو آپ ﷺ نے فرمایا:

قم فصل فان الصلاة شفاء ۲۱؎ ''اُٹھو نماز پڑھو' بے شک نماز میں شفاء ہے''

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سفر میں تھے انہیں خبر پہنچی کہ اُن کے بھائی حضرت قثم رضی اللہ عنہ انتقال کر گئے ہیں آپ نے پڑھا' **اِنَّا لِلّٰهِ وَ اِنَّآ اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ** پھر راستے سے ہٹ گئے **فصلی رکعتین الحال فیهما الجلوس ثم قام یمشی الی راحلته وهو یقول وَاسْتَعِيْنُوْا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوةِ وَاِنَّهَا لَكَبِيْرَةٌ اِلَّا عَلَى الْخَاشِعِيْنَ ○** ۲۲؎ ''دو رکعتیں بہت لمبی ادا کرتے ہیں پھر اُٹھتے ہیں اور اپنی سواری کی طرف جاتے ہیں اور (مذکورہ بالا) آیت کو پڑھتے ہیں تفسیر روح البیان میں آپ کی لڑکی کا واقعہ بیان کیا گیا ہے ۲۳؎

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں: **الصبر من الایمان بمنزلة الراس من الجسد** ۲۴؎ ''ایمان میں صبر کا مقام وہ ہے جو سر کا مقام (انسانی) جسم کو حاصل ہے''۔ غرض ان دونوں عبادات یعنی نماز اور صبر سے اللہ تبارک وتعالیٰ کی رحمت میسر ہوتی ہے۔

''اس آیت میں صلوٰۃ سے مراد دُعا بھی ہوسکتی ہے کیونکہ دُعا سے پریشانیاں دور ہوتی ہیں اور دینی و دنیوی حاجات پوری ہوتی ہیں۔

۱۶؎ ابو سعود جلد ۱ ص ۲۲۰، قرطبی جلد ۵ جز ۱۰ حدیث نمبر ۱۶۷، البدایہ والنہایہ جلد ۳ جز ۶ ص ۵۹' کنز العمال حدیث نمبر ۱۸۹۱۲۔ ۱۷؎ در منثور جلد ۱ ص ۶۷، روح البیان جلد ۱ ص ۱۲۴، ۲۵۷، ابن جریر جلد ۱ ص ۲۹۸، تفسیر النسفی جلد ۱ ص ۵۰، ابن کثیر جلد ۱ ص ۸۰۔ ۱۸؎ ابن جریر جلد ۱ ص ۲۹۸، ابوداؤد حدیث نمبر ۱۳۱۹، مسند احمد جلد ۵ ص ۳۸۸، قرطبی جلد ۱ جز ۱ ص ۲۵۳ حدیث نمبر ۳۲۷ جز ۲ ص ۱۱۹ حدیث نمبر ۱۷۰، جلد ۵ جز ۹ حدیث نمبر ۱۰۹، ابن کثیر جلد ۱ ص ۸۰، در منثور جلد ۱ ص ۱۶۳، مشکوٰۃ حدیث نمبر ۱۳۲۵، مرقاۃ جلد ۳ ص ۳۶۹، کنز العمال حدیث نمبر ۱۸۰۰۱۔ ۱۹؎ ابن کثیر جلد ۱ ص ۸۰۔ ۲۰؎ ابن کثیر جلد ۱ ص ۸۰۔ ۲۱؎ ابن جریر جلد ۱ ص ۲۹۸، ابن کثیر جلد ۱ ص ۸۰، ابن ماجہ حدیث نمبر ۳۴۵۸، مسند احمد جلد ۲ ص ۳۹۰۔ ۲۲؎ البقرۃ: ۴۵، ابن کثیر جلد ۱ ص ۸۰۔ ۲۳؎ روح البیان جلد ۱ ص ۱۲۴۔ ۲۴؎ قرطبی جلد ۱ جز ۱ ص ۲۵۳۔

حضرت عبداللہ بن اوفی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں، رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے

مَنْ کَانَتْ لَهُ حَاجَةٌ اِلَى اللّٰهِ اَوْ اِلٰى اَحَدٍ مِنْ بَنِىْ اٰدَمَ فَلْيَتَوَضَّأْ فَلْيُحْسِنِ الْوُضُوْءَ ثُمَّ لِيُصَلِّ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ لِيُثْنِ عَلَى اللّٰهِ وَ لِيُصَلِّ عَلَى النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم ثُمَّ لِيَقُلْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ الْحَلِيْمُ الْكَرِيْمُ سُبْحَانَ اللّٰهِ رَبِّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ اَسْئَلُكَ مُوْجِبَاتِ رَحْمَتِكَ وَعَزَآئِمَ مَغْفِرَتِكَ وَالْغَنِيْمَةَ مِنْ كُلِّ بِرٍّ وَّ السَّلَامَةَ مِنْ كُلِّ اِثْمٍ لَا تَدَعْ لِيْ ذَنْبًا اِلَّا غَفَرْتَهُ وَلَا هَمًّا اِلَّا فَرَّجْتَهُ وَلَا حَاجَةً هِيَ لَكَ رِضًى اِلَّا قَضَيْتَهَا يَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ ۲۵ ''جس کو اللہ (تبارک وتعالیٰ) یا کسی انسان سے کوئی حاجت یا کام ہو تو وہ اچھی طرح وضو کرے پھر دو رکعتیں پڑھ لے پھر اللہ (تبارک وتعالیٰ جل مجدہُ الکریم) کی حمد کرے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود شریف بھیجے پھر کہے اللہ (تبارک وتعالیٰ) کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں وہ علم والا اور کرم والا ہے اللہ (سبحانہ وتعالیٰ) پاک ہے۔ بڑے عرش کا مالک ہے۔ سب تعریفیں جہانوں کے رب اللہ تبارک وتعالیٰ کی ہی ہیں اے اللہ (تبارک وتعالیٰ واجب الوجود و مطلق و بسیط و بے حد) میں تجھ سے تیری رحمت کے اسباب اور تیری بخشش کے حاصل کرنے کے لئے اعمال اور ہر نیکی میں سے غنیمت اور ہر گناہ سے سلامتی مانگتا ہوں۔ میرا کوئی گناہ بغیر بخشے اور کوئی غم بغیر دور کئے نہ چھوڑ جو تیری رضا کا باعث ہے مگر اُسے پورا فرما دے' اے رحم کرنے والوں سے بڑے رحم فرمانے والے۔

اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الصّٰبِرِيْنَ ''بے شک اللہ (تبارک وتعالیٰ) صابروں کے ساتھ ہے''

ایک ہے ''معیت عامہ'' اور ایک ہے ''معیت خاصہ'' عمومی طور پر اللہ تبارک وتعالیٰ ہر ایک کے ساتھ ہے مگر خصوصی طور پر اپنے مقرب اور پیارے بندوں کے ساتھ ہے۔

عمومی معیت:۔ مَا يَكُوْنُ مِنْ نَّجْوٰى ثَلٰثَةٍ اِلَّا هُوَ رَابِعُهُمْ وَلَا خَمْسَةٍ اِلَّا هُوَ سَادِسُهُمْ وَلَآ اَدْنٰى مِنْ ذٰلِكَ وَلَآ اَكْثَرَ اِلَّا هُوَ مَعَهُمْ اَيْنَ مَا كَانُوْا ۲۶

''جہاں کہیں تین اشخاص کی سرگوشی ہو وہاں چوتھا وہ (یعنی اللہ تبارک وتعالیٰ) ہوتا ہے اور پانچ کی تو چھٹا وہ اور نہ اُس سے کم اور اُس سے زیادہ مگر یہ کہ وہ اُن کے ساتھ ہے''

معیت سے مراد علم اور قدرت سے اُن کے ساتھ ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ انہیں مشاہدہ فرماتا ہے۔

جن کے ساتھ اللہ تبارک وتعالیٰ کی خصوصی معیت ہے' صابرین کے علاوہ وہ خوش نصیب حضرات مندرجہ ذیل ہے۔

۱۔ اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الْمُتَّقِيْنَ ۲۷ ''اللہ (تبارک وتعالیٰ) تقویٰ والوں کے ساتھ ہے۔''

۲۔ اِنَّ اللّٰهَ لَمَعَ الْمُحْسِنِيْنَ ۲۸ ''بے شک اللہ (تبارک وتعالیٰ) نیکوں کے ساتھ ہے۔''

وَقَالَ اللّٰهُ اِنِّىْ مَعَكُمْ ط لَئِنْ اَقَمْتُمُ الصَّلٰوةَ وَاٰتَيْتُمُ الزَّكٰوةَ وَاٰمَنْتُمْ بِرُسُلِىْ وَعَزَّرْتُمُوْهُمْ وَاَقْرَضْتُمُ اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا ۲۹

''اور اللہ (تبارک وتعالیٰ) نے فرمایا: بے شک میں تمہارے ساتھ ہوں ضرور اگر تم نماز قائم کرو اور زکوٰۃ دو اور میرے رسولوں

۲۵ مشکوٰۃ حدیث نمبر ۱۳۲۷، مستدرک حاکم جلد اص ۲۶۶ حدیث نمبر ۳۲۰ (طبع جدید) کنز العمال حدیث نمبر ۲۱۵۳۶، کتاب الاذکار ص ۶۶ مظہری جلد اص ۶۴۔ ۲۶ المجادلہ: ۷۔ ۲۷ البقرہ: ۱۹۴۔ ۲۸ العنکبوت: ۶۹۔ ۲۹ المائدہ: ۱۲۔

(علیہم السلام) پر ایمان لاؤ اور اُن کی تعظیم کرو اور اللہ (تبارک وتعالیٰ) کو قرض حسن دو۔‘‘

اللہ تبارک وتعالیٰ اہل کتاب کو فرمارہا ہے کہ اگر تم مذکورہ بالا شرائط کو پورا کرو تو تمہیں بھی میری خصوصی معیت حاصل ہو جائے گی اس لئے کہ میری معیت حاصل کرنے کے لئے مذکورہ بالا شرائط پورا کرنا ضروری ہے۔ اِن کے بغیر خصوصی معیت حاصل نہیں ہوسکتی ہے۔

فَلَا تَهِنُوْا وَتَدْعُوْٓا اِلَى السَّلْمِ ۖ وَاَنْتُمُ الْاَعْلَوْنَ ۖ وَاللّٰهُ مَعَكُمْ وَلَنْ يَّتِرَكُمْ اَعْمَالَكُمْ ۝ ۳۰ ’’تو تم سستی نہ کرو اور آپ صلح کی طرف نہ بلاؤ اور تم ہی غالب آؤ گے اور اللہ (تبارک وتعالیٰ) تمہارے ساتھ ہے اور وہ ہرگز تمہارے اعمال تمہیں نقصان نہ دیں گے۔‘‘

حضرت موسیٰ علیہ السلام فرماتے ہیں:

قَالَ كَلَّا ۚ اِنَّ مَعِيَ رَبِّيْ سَيَهْدِيْنِ ۝ ۳۱

(حضرت) موسیٰ (علیہ السلام) نے فرمایا یوں نہیں بے شک میرا رب میرے ساتھ ہے۔‘‘ حضرت موسیٰ (علیہ السلام) اور تمام انبیاء کرام علیہم السلام کو اللہ تبارک وتعالیٰ کی خصوصی معیت حاصل رہی۔

اِذْ يَقُوْلُ لِصَاحِبِهٖ لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا ۳۲ ’’جب (نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم) اپنے یارِ غار (حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ) سے فرماتے تھے غم نہ کرو اللہ تبارک وتعالیٰ ہمارے ساتھ ہے۔

اور ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ایسی خصوصی معیت حاصل ہے کہ جس نے اللہ تبارک وتعالیٰ سے کچھ پانا ہے اُسے حضور سرکار کائنات رحمۃ للعالمین کی رحمتوں والی عظیم الشان چادر مبارک میں آنا ہے۔

آپ سرکار صلی اللہ علیہ وسلم کے بغیر کسی کو اللہ تبارک وتعالیٰ کی خصوصی معیت اور خصوصی ساتھ نصیب نہیں ہوسکتا۔

۳۰ محمد:۳۵۔ ۳۱ الشعرا:۶۲۔

درس حدیث شریف

ازقلم: صاحبزادہ حافظ خلیل احمد یوسفی

نحمده و نصلی و نسلم علی رسوله الکریم
بسم الله الرحمن الرحیم

عَـنْ اَبِـی سَـعِیْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ اَلتَّـاجِـرُ الصَّدُوْقُ الْاَمِیْنُ مَعَ النَّبِیِّیْنَ وَالصِّدِّیْقِیْنَ وَالشُّهَدَاءِ [۱]

''حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں، رسول کریم ﷺ نے فرمایا: ''سچائی اور ایمانداری کے ساتھ کاروبار کرنے والا تاجر انبیاء کرام علیہم السلام صدیقین اور شہیدوں کے ساتھ ہوگا''۔

نبی کریم ﷺ کے ارشاد مبارک سے بات واضح ہوتی ہے کہ تجارت دیگر پیشوں سے اعلیٰ پیشہ ہے۔ ملا علی قاری علیہ الرحمہ مرقاۃ شرح مشکوٰۃ میں لکھتے ہیں: تجارت میں غلہ کی تجارت، پھر کپڑے کی تجارت اور پھر عطر کی تجارت افضل ہے۔[۲] ضروریات زندگی اور ضروریات دینی کی تجارت دوسری تجارتوں سے بہتر ہے۔

سچا تاجر اور پھر مسلمان تاجر بڑا ہی خوش نصیب ہے کہ اُسے قیامت کے دن انبیاء کرام علیہم السلام اور اولیاء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ کا ساتھ نصیب ہوگا۔ اگر انبیاء کرام علیہم السلام کی ہمراہی ایسی ہوگی جیسے خدام کو آقا کے ساتھ ہمراہی حاصل ہوتی ہے۔

امام ابن ماجہ قزوینی علیہ الرحمہ نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے سنن ابن ماجہ کی ''کتاب التجارت'' میں حدیث شریف نقل کی ہے کہ رسول کریم ﷺ کا ارشاد مبارک ہے: اَلتَّاجِرُ الْاَمِیْنُ الصَّدُوْقُ الْمُسْلِمُ مَعَ الشُّهَدَاءِ یَوْمَ الْـقِیَــامَةِ [۳] ''سچا، امانت دار تاجر، قیامت کے دن مسلمان شہیدوں کے ساتھ ہوگا''۔

تجارت کے ساتھ سچائی اور امانت داری بہت بڑا کمال ہے۔ اکثر تاجر جھوٹ بولتے ہیں تو جو کوئی تاجر سچا، امانت دار، متقی اور پرہیز گار ہوگا، اُسے انبیاء کرام علیہم السلام اور صدیقین کی معیت حاصل ہوگی اور اُسے شہید کا درجہ ملے گا، اِس لئے کہ جان کے بعد انسان کو مال عزیز ہوتا ہے بلکہ بعض لوگ مال کے لئے جان گنواتے ہیں۔ جیسے شہید نے اپنی جان اللہ تبارک و تعالیٰ واجب الوجود و مطلق و بسیط و بے حد کی راہ میں صرف کی، ایسے ہی متقی تاجر نے مال اپنے خالق و مالک حقیقی جل و علا کی راہ میں صرف کیا اور حرام کا طمع نہ کیا۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں، (سچے تاجر کی عظمت کو چار چاند لگانے کے لئے) نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: اَلتَّـاجِـرُ الصَّدُوْقُ تَحْتَ ظِلِّ الْعَرْشِ یَوْمَ الْقِیَامَةِ [۴] ''سچا تاجر قیامت کے دن اللہ (تبارک وتعالیٰ) کے عرش کے سایہ کے نیچے ہوگا''۔

انسان چونکہ بھول جاتا ہے، خطا کر جاتا ہے، معصوم نہیں ہے اس لئے انسان کی خلقت اور فطرت کے پیش نظر، حضرت قیس بن ابی غزرہ رضی اللہ عنہ سے مروی روایت میں، رسول کریم ﷺ کا ارشاد مبارک ہے: یَامَعْشَرَ التُّجَّارِ اِنَّ الْبَیْعَ یَحْضُرُهُ الْحَلْفُ وَاللَّغْوُ فَشُوْبُوْهُ بِالصَّدَقَةِ [۵] ''ایک روایت میں وَالْـکِـذْبُ کے الفاظ ہیں۔ مطلب یہ کہ اے تاجروں کے گروہ تجارت میں تاجر قسم بھی کھالیتا ہے اور بے کار باتیں بھی کر لیتا ہے اور کبھی زبان سے جھوٹ بات نکل جاتی ہے لہٰذا اُسے صدقہ و خیرات سے مخلوط کرلو''۔ مقصد یہ کہ تجارت میں احتیاط کے باوجود

---

[۱] ترمذی حدیث شریف نمبر ۱۲۰۹، دارمی جلد۲ ص ۲۴۷، مشکوٰۃ حدیث نمبر ۲۷۹۶، الترغیب والترہیب جلد۲ ص ۵۸۵، دار قطنی جلد۳ ص ۷، قرطبی جلد۳ جز ۵ حدیث نمبر ۱۵۶، کنز العمال حدیث نمبر ۹۲۱۷۔ [۲] مرقاۃ جلد۶ ص ۳۶۔ [۳] ابن ماجہ حدیث نمبر ۲۱۳۹، مشکوٰۃ حدیث نمبر ۲۷۹۷، الترغیب والترہیب جلد۲ ص ۵۸۵۔ [۴] الترغیب والترہیب جلد۲ ص ۵۸۵، مستدرک حاکم جلد۲ حدیث نمبر ۶، کنز العمال حدیث نمبر ۹۲۱۸۔ [۵] مستدرک حاکم جلد۲ حدیث نمبر ۶، کنز العمال حدیث نمبر ۶، المعجم الکبیر للطبرانی جلد۱۸ ص ۳۵۶۔ ۳۵۷، مصنف عبدالرزاق حدیث نمبر ۲۰۲۹۹، کنز العمال حدیث نمبر ۹۳۳۱، مسند احمد جلد۴ ص ۶۔

بعض اوقات کچھ لغوبات، کچھ بلاوجہ قسم منہ سے نکل جاتی ہے اور یہ کہ صدقہ وخیرات گناہوں کا کفارہ ہوجاتے ہیں۔ عموماً تاجر لوگ فقراء کو روپیہ پیسہ دیتے رہتے ہیں۔ خصوصاً جمعرات کو فقراء کی لائنیں لگی ہوتی ہیں۔ ویسے بھی صدقہ بہترین عبادت ہے۔

حضرت رفاعہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں، ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ (نماز کے لئے) نکلے (بازار میں) دیکھا کہ لوگ ایک اونٹ کی قیمت طے کررہے ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن کو پکارا: **یَا مَعْشَرَ التُّجَّارِ** ''اے تاجروں کے گروہ!''۔ لوگوں نے جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی پکار سنی تو آنکھیں اُٹھائیں اور گردنیں لمبی کیں۔ جب تاجر لوگ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف متوجہ ہوئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: **اِنَّ التُّجَّارَ یُبْعَثُوْنَ یَوْمَ الْقِیَامَةِ فُجَّارًا اِلَّا مَنِ اتَّقَی اللّٰہَ وَبَرَّ وَصَدَقَ** ٦ ''تاجر لوگ قیامت کے دن فاسق اٹھائے جائیں گے مگر جو کوئی اُن میں سے متقی اور نیک ہو اور سچ بولے''۔

آپ کے ارشاد کا مطلب ومعنیٰ یہ ہے کہ پرہیزگاری، بھلائی اور سچائی والے تاجر کے سوا باقی تاجر فاسق وفاجر ہوں گے۔

تاجر لوگوں سے حسنِ سلوک کرے، مفلس کو مہلت دے، اگر ہوسکے تو معاف کردے۔ اپنے کاروبار کو دھوکہ اور خیانت سے محفوظ رکھے۔ مال کے بارے میں صاف بات کرے۔ اگر عیب دار ہو تو اُس کو بے عیب ثابت کرنے کی کوشش نہ کرے۔

مال کو بیچنے کی خاطر جھوٹی قسموں سے بچنا چاہیے۔ کیونکہ اس کا دنیا میں بھی خسارہ ہے اور آخرت میں بھی۔ دنیا کا خسارہ یہ ہے کہ گاہک دوبارہ نہیں آئے گا بلکہ لوگوں کو بھی روکے گا۔ مال سے برکت ختم ہوجائے گی اور آخرت کا خسارہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشادِ مبارک سے جان لینا چاہیے جس کے راوی حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ ہیں، فرماتے ہیں، رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

ثَلَاثَةٌ لَا یُکَلِّمُھُمُ اللّٰہُ یَوْمَ الْقِیَامَةِ وَلَا یَنْظُرُ اِلَیْھِمْ وَلَا یُزَکِّیْھِمْ وَلَھُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ ''تین قسم کے لوگ ایسے ہیں جن سے اللہ تبارک وتعالیٰ نہ تو کلام فرمائے گا نہ نظرِ رحمت کرے گا اور نہ ہی انہیں گناہوں سے پاک کرے گا اور اُن کے لئے دردناک عذاب ہے''۔ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا، ایسے لوگ گھاٹے اور خسارے میں پڑ گئے۔ یارسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم) وہ کون لوگ ہیں؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: **اَلْمُسْبِلُ وَالْمَنَّانُ وَالْمُنْفِقُ سِلْعَتَهٗ بِالْحَلْفِ الْکَاذِبِ** ے ''تہبند لٹکانے والا، احسان جتانے اور جھوٹی قسم سے مال بیچنے والا''۔

پیرِ طریقت رہبرِ شریعت امین علم لدنی حضرت علامہ مولانا حاجی محمد یوسف علی نگینہ قدس سرہ العزیز فرمایا کرتے تھے۔ ''جس کو سچ بول کر روٹی ملے، اُسے جھوٹ بولنے کی کیا ضرورت ہے''۔

حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے اپنے شریک کے پاس تجارت کا مال بھیجا جس میں ایک کپڑا عیب دار تھا۔ آپ نے فرمایا اِس کو بیچیں تو عیب کو بیان کرلیں۔ انہوں نے بیچ دیا مگر عیب کو بیان کرنا غلطی سے بھول گئے اور یہ بھی یاد نہ رہا کہ کس شخص نے کپڑا خریدا ہے۔ جب امام صاحب رضی اللہ عنہ کو اِس کا علم ہوا تو آپ نے پوری قیمت صدقہ فرمادی جو تیس ہزار درہم تھی اور اپنے شریک سے جدا ہوگئے۔

جب انسان کے دل میں خوفِ خدا ہو اور قیامت کے دن رسوائی کا ڈر تو پھر دنیا کے وقتی منافع سے غرض نہیں ہوتی۔ جس نے اپنی آخرت سنوار لی وہ دنیا میں بھی کامیاب ہے اور آخرت میں بھی۔

اللہ تبارک وتعالیٰ ہمیں اپنا خوف وڈر نصیب فرمائے اور دنیا کی چند روزہ زندگی میں دیانتداری، امانت داری اور سچائی کے اصولوں کے مطابق تجارت وکاروبار کرنے کی توفیق نصیب فرمائے تاکہ ہمیں کل قیامت کے دن انبیاءِ کرام علیہم السلام، صدیقین اور شہداء کا ساتھ نصیب ہو۔

آمین و اخر دعونا ان الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علی رسولہ الکریم۔

---

٦ الترغیب والترہیب جلد۲ ص ۵۸۶، ابن ماجہ حدیث نمبر ۲۱۴۶، السنن الکبریٰ للبیہقی جلد۵ ص ۲۲۶، ترمذی حدیث نمبر ۱۲۱۰، ابن حبان حدیث نمبر ۱۰۹۵، مرقاۃ جلد ۶ ص ۳۵۔ ۸ البقرۃ: ۲۶۶۔ ۹ البقرۃ: ۲۶۸۔ ۱۰ مرقاۃ جلد ۹ ص ۳۹۲، مشکوٰۃ حدیث شریف نمبر ۵۱۹۷، مرآۃ جلد ۷ ص ۳۲، ترمذی حدیث شریف نمبر ۲۴۱۶۔ ۲۴۱۷۔

حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ

از قلم: حضرت مفتی جلال الدین احمد امجدی رحمہ اللہ تعالیٰ

سید الشہداء حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کی ولادت مبارکہ ۵ شعبان المعظم ۴ھ کو مدینہ طیبہ میں ہوئی۔ سرکار اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کے کان میں اذان دی، منہ میں لعاب دہن شریف ڈالا اور آپ کے لئے دُعا فرمائی پھر ساتویں دن آپ کا نام ''حسین'' (رضی اللہ عنہ) رکھا اور عقیقہ کیا۔ حضرت امام حسین کی کنیت، ابو عبداللہ اور لقب ''سبط رسول'' و ''ریحانہ رسول'' ہے۔ حدیث شریف میں ہے، رسول کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حضرت ہارون علیہ السلام نے اپنے بیٹوں کا نام شبر و شبیر رکھا اور میں نے اپنے بیٹوں کا نام انہیں کے نام پر حسن اور حسین رکھا۔[۱]

اِسی لئے حسنین کریمین کو شبر و شبیر کے نام سے بھی یاد کیا جاتا ہے۔ سریانی زبان میں شبر و شبیر اور عربی زبان میں حسن و حسین دونوں کے معنی ایک ہی ہیں۔ حدیث میں ہے کہ **الحسن والحسین اسمان من اھل الجنۃ** ''حسن اور حسین جنتی ناموں میں سے دو نام ہیں۔'' عرب کے زمانہ جاہلیت میں یہ دونوں نام نہیں تھے۔[۲]

ابن الاعرابی حضرت مفضل سے روایت کرتے ہیں کہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے یہ نام مخفی رکھے یہاں تک کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے نواسوں کا نام حسن اور حسین رکھا۔[۳]

حضرت ام الفضل بنت الحارث رضی اللہ تعالیٰ عنہا یعنی (حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی چچی) حضرت عباس بن عبد المطلب رضی اللہ عنہ کی اہلیہ محترمہ ایک دن حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوئیں اور عرض کیا، یا رسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم)! آج میں نے ایک خواب دیکھا ہے کہ جس سے میں ڈر گئی ہوں۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا دیکھا ہے؟ انہوں نے عرض کیا، وہ بہت سخت ہے جس کے بیان کی میں اپنے اندر ہمت نہیں پاتی ہوں۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، بیان کرو تو انہوں نے عرض کیا، میں نے یہ دیکھا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے جسم مبارک کا ایک ٹکڑا کاٹ کر میری گود میں رکھا گیا ہے۔ ارشاد فرمایا: تمہارا خواب بہت اچھا ہے۔ انشاء اللہ تعالیٰ فاطمۃ الزہرہ کے بیٹا پیدا ہوگا اور وہ تمہاری گود میں دیا جائے گا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ پیدا ہوئے اور حضرت ام الفضل رضی اللہ عنہا کی گود میں دیئے گئے۔[۴]

حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کے فضائل میں بہت احادیث وارد ہیں۔ پہلے اُن روایات کو پیش کیا جاتا ہے جو صرف آپ کے مناقب میں ہیں پھر جو احادیث مبارکہ دونوں شہزادوں کے فضائل کو شامل ہیں وہ پیش کی جائیں گی۔

ترمذی شریف کی حدیث ہے حضرت یعلی بن مرۃ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور پر نور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: **حسین منی وانا من الحسین** ''حسین مجھ سے ہیں اور میں حسین سے ہوں''، یعنی حضرت حسین رضی اللہ عنہ کو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو حضرت حسین رضی اللہ عنہ سے انتہائی قرب ہے گویا کہ دونوں ایک ہیں تو حضرت حسین رضی اللہ عنہ کا ذکر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر ہے۔ حضرت حسین رضی اللہ عنہ سے دوستی حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے دوستی ہے۔ حضرت حسین رضی اللہ عنہ سے دشمنی حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے دشمنی ہے اور حضرت حسین رضی اللہ عنہ سے لڑائی کرنا حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے لڑائی کرنا ہے۔

سرکارِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں: **احب اللہ من احب حسینا**[۵] ''جس نے (حضرت) حسین رضی اللہ عنہ سے محبت کی اُس نے اللہ تبارک و تعالیٰ سے محبت کی''۔

اِس لئے کہ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ سے محبت کرنا حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کرنا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کرنا اللہ تبارک و تعالیٰ سے محبت کرنا ہے۔[۶]

---

۱ صواعق محرقہ ص ۱۱۸ ۔ ۲ صواعق محرقہ ص ۱۱۸ ۔ ۳ الشرف المؤبد ص ۷۰ ۔ ۴ مشکوٰۃ ص ۵۷۲ ۔ ۵ مشکوٰۃ ص ۵۷۱ ۔ ۶ مرقاۃ شرح مشکوٰۃ ص ۲۰۵۔

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا ''جسے پسند ہو کہ کسی جنتی جوانوں کے سردار کو دیکھے تو وہ حسین بن علی کو دیکھے۔'' ۷

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ مسجد میں تشریف لائے اور فرمایا چھوٹا بچہ کہاں ہے؟ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ دوڑتے ہوئے آئے اور حضور نبی کریم ﷺ کی گود مبارک میں بیٹھ گئے اور اپنی انگلیاں داڑھی مبارک میں داخل کر دیں۔ حضور نبی کریم ﷺ نے اُن کا منہ کھول کر بوسہ لیا پھر فرمایا: **اَللّٰھُمَّ اِنِّی اُحِبُّہٗ فَاَحِبَّہٗ وَاَحِبَّ مَنْ یُّحِبُّہٗ** ۸ ''اے اللہ! میں اِس سے محبت کرتا ہوں تو بھی اِس سے محبت فرما اور اِس سے بھی محبت فرما جو اِس سے محبت کرے۔''

معلوم ہوا کہ حضور آقائے کائنات ﷺ نے صرف دنیا والوں ہی سے نہیں چاہا کہ وہ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ سے محبت کریں بلکہ رب تعالیٰ سے بھی عرض کیا کہ تو بھی اِس سے محبت فرما اور یہ بھی عرض کیا کہ (حضرت) حسین رضی اللہ عنہ سے محبت کرنے والے سے بھی محبت فرما۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ہی فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اکرم ﷺ کو دیکھا کہ وہ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کے لعاب دہن کو اس طرح چوستے ہیں جیسے آدمی کھجور چوستا ہے۔ ۹ اور مروی ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کعبہ شریف کے سایہ میں تشریف فرما تھے۔ انہوں نے حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کو تشریف لاتے ہوئے دیکھا تو فرمایا: **ھذا احب الارض الی اھل السماء الیوم** ۱۰ آج یہ آسمان والوں کے نزدیک تمام زمین والوں سے زیادہ محبوب ہیں۔

حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ نے پیدل چل کر پچیس حج کیے' آپ بڑی فضیلت کے مالک تھے اور کثرت سے نماز' زکوٰۃ' حج' صدقہ اور دیگر امور خیر ادا فرماتے تھے۔ ۱۱

اب وہ روایتیں ملاحظہ فرمائیں جو دونوں صاحبزادوں کے فضائل پر مشتمل ہیں۔

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: **الحسن والحسین سیدا شباب اھل الجنۃ** ۱۲ ''حضرت حسن اور حضرت حسین رضی اللہ عنہما جنتی جوانوں کے سردار ہیں۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا: **ان الحسن والحسین ھما ریحانی من الدنیا** ۱۳ ''حسن اور حسین دنیا کے میرے دو پھول ہیں۔''

حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک رات میں کسی ضرورت سے سرورِ کائنات ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ باہر تشریف لائے تو کسی چیز کو اٹھائے ہوئے تھے جسے میں نہیں جان سکا۔ جب عرض حاجت سے میں فارغ ہوا تو دریافت کیا حضور! یہ کیا اٹھائے ہوئے ہیں۔ آپ نے چادر مبارک ہٹائی تو میں نے دیکھا آپ کے پہلوؤں میں حضرت حسن رضی اللہ عنہ اور حضرت حسین رضی اللہ عنہ ہیں۔ آپ نے فرمایا: **ھذان ابنای وابنا ابنتی** ''یہ دونوں میرے بیٹے اور میری بیٹی کے بیٹے ہیں اور پھر فرمایا: **اللھم انی احبھما فاحبھما واحب من یحبھما** ۱۴ ''اے اللہ میں اِن دونوں کو محبوب رکھتا ہوں تو بھی اِن کو محبوب رکھ۔ اور جو اِن سے محبت کرتا ہے اُن کو بھی محبوب رکھ۔''

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ اِس حال میں باہر تشریف لائے کہ آپ ﷺ ایک کندھے پر حضرت حسن رضی اللہ عنہ کو اور دوسرے کندھے پر حضرت حسین رضی اللہ عنہ کو اٹھائے ہوئے تھے' یہاں تک کہ ہمارے قریب تشریف لے آئے

۷ نور الابصار ص ۱۱۴۔ ۸ نور الابصار ص ۱۱۴۔ ۹ نور الابصار ص ۱۱۴۔ ۱۰ الشرف المؤبد ص ۶۵۔ ۱۱ برکات آل رسول ص ۱۴۵۔ ۱۲ مشکوٰۃ ص ۵۷۰۔ ۱۳ مشکوٰۃ ص ۵۷۰۔ ۱۴ مشکوٰۃ ص ۵۷۰۔

www.seedharastah.com

اورفرمایا: **من احبھما فقد احبنی و من ابغضھما فقد ابغضنی** ۱۵؎ ''جس نے اِن دونوں سے محبت کی تو اُس نے مجھ سے محبت کی اور جس نے اِن دونوں سے دشمنی کی اُس نے مجھ سے دشمنی کی۔''

حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ میں (حضرت) حسن (رضی اللہ عنہ) اور (حضرت) حسین (رضی اللہ عنہ) کو لے کر حضور پُرنور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور عرض کیا حضور ﷺ یہ آپ ﷺ کے دونوں نواسے ہیں انہیں کچھ عطا فرمایئے تو حضور ﷺ نے فرمایا: **اما حسن فلہ ھیبتی وسوددی واما حسین فلہ جراتی و جودی** ۱۶؎ ''حضرت حسن (رضی اللہ عنہ) کے لئے ہیبت وسیادت ہے اور حضرت حسین (رضی اللہ عنہ) کیلئے میری جرأت وسخاوت ہے۔''

آپ کی شہادت کی شہرت:

سیّد الشہداء حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کی پیدائش کے ساتھ ہی آپ کی شہادت کی بھی شہرت عام ہوگئی۔ حضرت علیؓ، حضرت فاطمۃ الزہراء اور دیگر صحابہ کبار رضی اللہ عنہم واہل بیت کے جاں نثار سبھی لوگ آپ کے زمانہ شیرخوارگی ہی میں جان گئے تھے کہ یہ فرزند ارجمند ظلم وستم کے ہاتھوں شہید کیا جائے گا جیسا کہ اُن احادیث کریمہ سے ثابت ہے جو آپ کی شہادت کے بارے میں وارد ہیں۔ حضرت ام الفضل بنت حارث رضی اللہ تعالیٰ عنہا حضرت عباس رضی اللہ عنہ کی زوجہ فرماتی ہیں کہ میں نے ایک روز نبی کریم ﷺ کی خدمت مبارکہ میں حاضر ہوکر (حضرت امام) حسین رضی اللہ عنہ کو آپ ﷺ کی گود میں دیا۔ پھر میں کیا دیکھتی ہوں کہ حضور نبی کریم ﷺ کی مبارک آنکھوں سے لگا تار آنسو بہہ رہے ہیں۔ میں نے عرض کیا یارسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم) میرے ماں باپ آپ ﷺ پر قربان ہوں یہ کیا حال ہے؟ فرمایا میرے پاس جبریل علیہ السلام آئے اور انہوں نے یہ خبر پہنچائی کہ **ان امتی ستقتل ابنی ھذا** ''میری امت میرے اِس فرزند کو شہید کرے گی'' حضرت ام الفضل رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم کیا اِس فرزند کو شہید کردے گی؟ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا ہاں۔ پھر حضرت جبریل علیہ السلام میرے پاس اُس کی شہادت گاہ کی سرخ مٹی بھی لائے۔ ۱۷؎

ابن سعد وطبرانی حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کرتے ہیں، انہوں نے کہا حضور اقدس ﷺ نے فرمایا کہ حضرت جبریل علیہ السلام نے مجھے خبر دی: **ان ابنی الحسین یقتل بعدی بارض الطف** ۱۸؎ ''میرا بیٹا حسین میرے بعد ارض طف میں قتل کیا جائے گا'' اور حضرت جبریل علیہ السلام میرے پاس وہاں کی یہ مٹی بھی لائے اور مجھ سے کہا کہ یہ حسین کی قتل گاہ (مقتل) کی مٹی ہے۔ طف قریب کوفہ اُس مقام کا نام ہے جس کو کربلا کہتے ہیں۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بارش کے فرشتہ نے حضور ﷺ کی خدمت میں حاضری دینے کیلئے خداوند قدوس سے اجازت طلب کی، جب وہ فرشتہ اجازت ملنے پر بارگاہِ نبوت میں حاضر ہوا تو اُس وقت حضرت حسین رضی اللہ عنہ آئے اور حضور ﷺ کی گود میں بیٹھ گئے تو آپ ﷺ ان کو چومنے اور پیار کرنے لگے۔ فرشتہ نے عرض کیا یارسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم) کیا آپ حضرت حسین رضی اللہ عنہ سے پیار کرتے ہیں؟ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ہاں! ۔ اُس نے کہا: **ان امتک ستقتلہ** ''آپ کی امت (حضرت) حسین رضی اللہ عنہ کو قتل کردے گی۔'' اگر آپ چاہیں تو میں اُن کی قتل گاہ (کی مٹی) آپ کو دکھادوں۔ پھر وہ فرشتہ سرخ مٹی لایا جسے ام المومنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اپنے کپڑے میں لے لیا ایک روایت میں ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اے ام سلمہ! جب یہ مٹی خون بن جائے تو

۱۵؎ الشرف المؤبد ۷۱۔ ۱۶؎ الشرف المؤبد ص ۷۲۔ ۱۷؎ مشکوٰۃ ص ۵۷۲۔ ۱۸؎ صواعق محرقہ ص ۱۱۸۔

سمجھ لینا کہ میرا بیٹا حسین شہید کر دیا گیا ہے۔ حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے اُس مٹی کو شیشی میں بند کر لیا جو حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت کے دن خون بن گئی۔[19]

ابن سعد روایت کرتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ جنگ صفین کے موقع پر کربلا سے گزر رہے تھے کہ ٹھہر گئے اور اُس زمین کا نام دریافت فرمایا۔ لوگوں نے کہا اِس زمین کا نام کربلا ہے۔ کربلا کا نام سنتے ہی آپ اِس قدر روئے کہ زمین آنسوؤں سے تر ہوگئی۔ پھر فرمایا کہ میں حضور ﷺ کی خدمت میں ایک روز حاضر ہوا تو دیکھا کہ آپ ﷺ رو رہے ہیں' میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم آپ ﷺ کیوں رو رہے ہیں؟ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ابھی میرے پاس حضرت جبریل علیہ السلام آئے تھے' انہوں نے مجھے خبر دی: **ان ولدی الحسین یقتل بشاطی الفرات بموضع یقال له کربلاء**[20] "میرا بیٹا (حضرت) حسین (رضی اللہ عنہ) دریائے فرات کے کنارے اُس جگہ پر شہید کیا جائے گا جس کو کربلا کہتے ہیں۔"

اِن احادیث کریمہ سے واضح طور پر معلوم ہوا کہ حضور پُرنور سیّد کائنات ﷺ کو حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کے شہید ہونے کی بار بار اطلاع دی گئی اور حضور نبی کریم ﷺ نے بھی اِس کا بارہا ذکر فرمایا اور یہ شہادت حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کے عہد طفلی ہی میں خوب مشہور ہو چکی تھی اور سب کو معلوم ہو گیا تھا کہ آپ کے شہید ہونے کی جگہ کربلا ہے بلکہ اِس کے چپہ چپہ کو پہنچانتے تھے اور انہیں خوب معلوم تھا کہ شہداء کربلا کے اونٹ کہاں باندھے جائیں گے، اُن کا سامان کہاں رکھا جائے گا اور اُن کے خون کہاں بہائے جائیں گے؟

لیکن نبی کریم ﷺ ہاں' وہ نبی کریم ﷺ کہ خداوند قدوس جن کی رضا جوئی فرماتا ہے۔ **وَلَسَوْفَ يُعْطِيكَ رَبُّكَ فَتَرْضَىٰ ۝** جن کا حکم بحر و بر میں نافذ ہے' جنہیں شجر و حجر سلام کرتے ہیں' چاند جن کے اشاروں پر چلا کرتا ہے' جن کے حکم سے ڈوبتا ہوا سورج پلٹ آتا ہے بلکہ بحکم الٰہی کونین کے ذرہ ذرہ پر جن کی حکومت ہے، وہ نبی ﷺ پیارے نواسے کے شہید ہونے کی خبر پا کر آنکھوں سے آنسو تو بہاتے ہیں مگر نواسے کو بچانے کے لئے بارگاہِ الٰہی میں دُعا نہیں فرماتے اور نہ حضرت علی و فاطمہ رضی اللہ عنہما عرض کرتے ہیں کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی خبر شہادت نے تو دل و جگر پارہ پارہ کر دیا۔ آپ ﷺ دُعا فرمائیں کہ خدائے عزوجل حضرت حسین رضی اللہ عنہ کو اس حادثہ سے محفوظ رکھے۔ اہل بیت' ازواج مطہرات اور صحابہ کبار رضی اللہ عنہم سب لوگ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کے شہید ہونے کی خبر سنتے ہیں مگر اللہ تبارک وتعالیٰ کے پیارے محبوب حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی بارگاہِ اقدس میں کوئی دُعا کی درخواست پیش نہیں کرتا جبکہ آپ کی دُعا کا حال یہ ہے کہ:

اجابت کا سہرا عنایت کا جوڑا
دلہن بن کے نکلی دُعائے محمد ﷺ
اجابت نے جھک کر گلے سے لگایا
پڑھی ناز سے جب دُعائے محمد ﷺ

حضور نبی کریم ﷺ نے حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کو بچانے کے لئے دُعا نہیں فرمائی اور نہ حضور ﷺ سے کسی نے اس کے بارے میں دُعا کرنے کی درخواست پیش کی صرف اس لئے کہ حضرت حسین رضی اللہ عنہ کا امتحان ہو' اُن پر تکالیف ومصائب کے پہاڑ ٹوٹیں اور وہ امتحان میں کامیاب ہو کر اللہ تبارک وتعالیٰ کے پیارے ہوں کہ اب نبی کوئی ہو نہیں سکتا تو نواسہ رسول ﷺ کا درجہ اُسی طرح بلند سے بلند تر ہو جائے اور رضائے الٰہی حاصل ہونے کے ساتھ دنیا و آخرت میں اُن کی عظمت و رفعت کا بول بالا بھی ہو جائے۔

---

۱۹ صواعق محرقہ ص ۱۱۸۔ ۲۰ صواعق محرقہ ص ۱۱۸۔

مصائب میں ثابت قدمی

(نشری تقریر)

از قلم: منیر احمد یوسفی (ایم۔اے)

نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّيْ وَنُسَلِّمُ عَلٰى رَسُوْلِهِ الْكَرِيْمِ اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ o وَبَشِّرِ الصّٰبِرِيْنَ o الَّذِيْنَ اِذَآ اَصَابَتْهُمْ مُّصِيْبَةٌ ۙ قَالُوْٓا اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّآ اِلَيْهِ رٰجِعُوْنَ o ؕ اُولٰٓئِكَ عَلَيْهِمْ صَلَوٰتٌ مِّنْ رَّبِّهِمْ وَرَحْمَةٌ ۫ وَّاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُهْتَدُوْنَ o (البقرہ:۱۵۵تا۱۵۷)

''اور خوش خبری دیں' صبر والوں کو وہ لوگ کہ جب اُن پر کوئی مصیبت پڑے تو کہتے ہیں ہم اللہ (تبارک وتعالیٰ) کا مال ہیں اور ہم نے اُسی کی طرف لوٹنا ہے۔ یہ لوگ ہیں جن پر اُن کے رب کی طرف سے درود ہیں اور رحمت ہے اور یہی لوگ ہدایت پر ہیں''۔

مصائب' مصیبت کی جمع ہے اور مصیبت کے معنی ہیں پہنچنا یا خطا کرنا۔ بلا ومصیبت صحیح طور پر اُس پر آتی ہے جس پر حکمِ الٰہی ہو۔

مُصِيْبَةٌ اُس امرِ مکروہ کو کہتے ہیں جو انسان کو پہنچے۔

حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں' ایک مرتبہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے نعل (مبارک) کا تسمہ (مبارک) شہید ہو گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّآ اِلَيْهِ رٰجِعُوْنَ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: یا رسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم) کیا یہ بھی مصیبت ہے؟ تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مَا اَصَابَ الْمُؤْمِنَ مِمَّا يَكْرَهُ فَهُوَ مُصِيْبَةٌ[1] ''مومن کو جو امر ناگوار پہنچتا ہے' وہ مصیبت ہے''۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں' رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اِذَا انْقَطَعَ شِسْعُ اَحَدِكُمْ فَلْيَسْتَرْجِعْ فَاِنَّهٗ الْمَصَآئِبُ[2] ''جب تم میں سے کسی کی جوتی کا تسمہ بھی ٹوٹ جائے تو اُس کو اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّآ اِلَيْهِ رٰجِعُوْنَ پڑھنا چاہئے کیونکہ یہ مصیبتوں میں سے ہے''۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے' فرماتے ہیں' رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد مبارک ہے: مَنِ اسْتَرْجَعَ عِنْدَ الْمُصِيْبَةِ جَبَرَ اللّٰهُمَّ مُصِيْبَتَهٗ وَاَحْسَنَ عُقْبَاهُ وَجَعَلَ لَهٗ خَلَفًا يَّرْضَاهُ[3] ''جو مصیبت کے وقت اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّآ اِلَيْهِ رٰجِعُوْنَ پڑھتا ہے تو اللہ (تبارک وتعالیٰ) اُسے اچھا بدلہ عطا فرماتا ہے اور اتنا دیتا ہے کہ وہ خوش ہو جاتا ہے''۔

جو مصیبت آتی ہے اُس کے بارے میں اِرشاد باری تعالیٰ ہے: وَمَآ اَصَابَكُمْ مِّنْ مُّصِيْبَةٍ فَبِمَا كَسَبَتْ اَيْدِيْكُمْ وَيَعْفُوْا عَنْ كَثِيْرٍ ؕ o (الشوریٰ:۳۰) ''اور تمہیں جو مصیبت پہنچی وہ اِس کے سبب ہے جو تمہارے ہاتھوں نے کمایا اور اللہ (تبارک وتعالیٰ) بہت کچھ تو معاف فرما دیتا ہے''۔

اس میں عام لوگوں سے خطاب ہے، انبیاء کرام علیہم السلام اِس سے خارج ہیں اور بچے اور دیگر حیوانات مطلق بھی۔ مصائب اور مصائب آنے کے اسباب پہلے سے لوحِ محفوظ پر تحریر ہیں: مَآ اَصَابَ مِنْ مُّصِيْبَةٍ فِي الْاَرْضِ وَلَا فِيْٓ اَنْفُسِكُمْ اِلَّا فِيْ كِتٰبٍ مِّنْ قَبْلِ اَنْ نَّبْرَاَهَا ؕ (الحدید:۲۲)

''کوئی مصیبت زمین میں اور تمہاری جانوں کو نہیں پہنچتی مگر وہ ایک کتاب میں لکھی ہوئی ہے قبل اِس کے ہم اُسے پیدا کریں''۔

زمینی مصیبت سے مراد قحط سالی اور مالی نقصانات ہیں جانی مصیبت سے مراد بیماری اور اولاد کی موت وغیرہ ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ دنیا میں ہر طرح کی مصیبتیں آئیں گی یہ مصیبتیں صابروں کے لئے ایمانی اور روحانی ترقی اور درجات کی بلندی کا سبب بنیں گی۔ دنیاوی مصیبتیں آناً فاناً نہیں آتیں۔ بعض مصیبتیں ہمارے گناہوں کے باعث آتی ہیں' بعض مصیبتیں دیگر وجوہ سے

[1] مظہری جلد ا ص ۱۵۴، المعجم الکبیر للطبرانی جلد ۸ ص ۲۰۴ حدیث نمبر ۷۸۲۴، مجمع الزوائد جلد ۲ ص ۳۳۱، درمنثور جلد ا ص ۳۷۹ [2] مظہری جلد ا ص ۱۵۴، مجمع الزوائد جلد ۲ ص ۳۳۱، مشکوٰۃ حدیث نمبر ۱۷۶۰ [3] الترغیب والترہیب جلد ۴ ص ۳۳۷، مجمع الزوائد جلد ۲ ص ۳۳۱، جلد ۶ ص ۳۱۷، المعجم الکبیر للطبرانی جلد ۱۲ ص ۱۹۸ حدیث نمبر ۱۳۰۲۷، کنز العمال حدیث نمبر ۶۶۵۰۔

آتی ہیں اور یہ وجوہات بھی لوح محفوظ پر لکھی ہوئی ہیں۔مگر نازل اُس وقت ہوتی ہیں جب حکم الٰہی آجاتا ہے: مَآ اَصَابَ مِنْ مُّصِيْبَةٍ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ ؕ (التغابن:۱۱) ’’کوئی مصیبت نہیں پہنچتی مگر اللہ (تبارک وتعالیٰ) کے حکم سے‘‘۔

اور اللہ تبارک وتعالیٰ فرماتا ہے ’اے محبوب کریم صلی اللہ علیک وسلم آپ ﷺ فرمادیں: لَنْ يُّصِيْبَنَآ اِلَّا مَا كَتَبَ اللّٰهُ لَنَا (التوبہ:۵۱) ’’ہمیں نہ پہنچے گا مگر جو اللہ (تبارک وتعالیٰ) نے ہمارے لئے لکھ دیا ہے‘‘

مصیبت کے آنے پر اللہ تبارک وتعالیٰ کے اِس ارشاد مبارک کو پیش نظر رکھنا چاہیے۔مَآ اَصَابَكَ مِنْ حَسَنَةٍ فَمِنَ اللّٰهِ ۫ وَمَآ اَصَابَكَ مِنْ سَيِّئَةٍ فَمِنْ نَّفْسِكَ ؕ (النساء:۷۹) ’’جو تجھے بھلائی پہنچے وہ اللہ (تبارک وتعالیٰ) کی طرف سے ہے اور جو تجھے برائی پہنچے وہ تیری اپنی طرف سے ہے۔‘‘ کوئی مصیبت یا بلا اپنی تدبیر سے نہیں ٹلتی وہ پہنچ کر ہی رہتی ہے۔

ہاں! جب بندۂ مومن کو مصیبت پہنچتی ہے تو وہ بجائے ناشکری اور بے قراری کے‘ یہ کہتا ہے: اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّآ اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ کہ ہم خود اپنی جان و مال کے مالک نہیں بلکہ اِنَّا لِلّٰهِ ہم اللہ تبارک وتعالیٰ کی ملکیت ہیں اور اُسی کے قبضہ میں ہیں اور ہر چیز حقیقتاً اُسی کی ہے اگر مالک اپنی چیز لے لے تو بندے کو کیا شکایت‘ نیز اللہ تبارک وتعالیٰ کا مصیبت بھیجنا ہمارے حق میں عین مصلحت اور حکمت ہے جیسے مہربان طبیب بدہضمی میں مریض کو کھانے سے روکتا ہے اور بہتر دوا دیتا ہے یا اولاً کڑوی دوائیں پلاتا ہے جن سے شفاء حاصل ہوتی ہے۔ایسے ہی ہمارا مالک حقیقی‘ رازق ازلی رب العالمین جل مجدہ الکریم اُس کا اچھا بدلہ عطا فرمائے گا اور اگر یہاں بدلہ نہ بھی ملے تو کیا ہے اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّآ اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ ہم تو اُسی کی طرف رجوع کریں گے۔وہ جس بات میں راضی‘ ہم بھی اُسی میں راضی۔اُس کی رضا بہترین جزا ہے یا یہ کہ ہم آخرت میں وہاں پہنچیں گے جہاں کسی قسم کا کھٹکا اور خطرہ نہ ہوگا اور بلاواسطہ اُسی کے قبضہ میں ہوں گے۔یقیناً جو کچھ صبر پر وعدے فرمائے گئے ہیں۔وہاں وہ سب ملیں گے اور وہاں کی بخشش کے مقابل یہاں کی مصیبت کی کوئی حقیقت نہیں۔

بندۂ مومن رنج یا راحت میں کسی حال میں بھی اپنے معبود برحق کا دروازہ نہیں چھوڑتا، بلکہ ہر حال میں رب کریم ہی کی طرف رجوع کرتا ہے۔اس کہنے میں کہ اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّآ اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ ’’ہم اُسی کے ہیں اور اُسی کی طرف رجوع کرنے والے ہیں‘‘۔استقامت کا اظہار ہے اور استقامت کا اظہار اولوالعزمی ہے۔حضرت لقمان علیہ السلام نے اپنے بیٹے کو وعظ و نصیحت فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا: ’’اے میرے بیٹے اللہ (تبارک وتعالیٰ) کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرنا‘ بے شک شرک بہت بڑا ظلم ہے۔اے میرے پیارے بیٹے اگر کوئی چیز رائی کے دانے کے برابر ہو پھر وہ خواہ کسی چٹان پر ہو یا آسمانوں میں ہو یا زمین میں ہو‘ اُسے اللہ تبارک وتعالیٰ ضرور لائے گا۔اللہ تبارک وتعالیٰ بڑا باریک بین اور خبردار ہے۔پھر فرمایا: اے میرے بیٹے تم نماز قائم رکھنا۔ وَاْمُرْ بِالْمَعْرُوْفِ وَانْهَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَاصْبِرْ عَلٰى مَآ اَصَابَكَ ؕ اِنَّ ذٰلِكَ مِنْ عَزْمِ الْاُمُوْرِ ۚ (لقمان:۱۷) ’’اور اچھے کاموں کی نصیحت کرتے رہنا اور بُرے کاموں سے منع کرنا اور جو مصیبت تم پر آجائے اُس پر صبر کرنا (یقین مان) کہ یہ بڑی ہمت کے کاموں میں سے ہے‘‘۔ یہ بات قابل توجہ ہے کہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر وہ کام ہے جس کی راہ میں شدائد و مصائب اور طعن و ملامت ناگزیر ہے اس لئے اِس کے فوراً بعد صبر کی تلقین کر کے واضح کردیا کہ صبر کا دامن تھامے رکھنا یہ عزم و ہمت کے کاموں میں سے ہے۔بندۂ مومن کا مصائب اور مخالفتوں میں ثابت قدم رہنا بہت بڑی متاع ہے۔اللہ تبارک وتعالیٰ ثابت قدم رہنے والوں کے ساتھ خصوصی طور پر ہوتا ہے۔سورۃ البقرہ میں ارشاد ہے اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الصّٰبِرِيْنَ ۝ ’’اللہ (عزوجل) صبر کرنے والوں کو خصوصی ساتھ عطا فرماتا ہے‘‘۔

اِس دنیا میں جہاں ابلیسی قوتیں پوری تیاری کے ساتھ ایمان والوں پر حملہ آور ہیں اور مختلف طریق کار اور داؤ اپنائے ہوئے ہیں وہاں رب ذوالجلال کی خصوصی امداد کے ساتھ، رب کائنات کی الوہیت و وحدانیت اور سرکار کائنات ﷺ کی رسالت اور عظمت وشان بیان کرنے کے لئے ثابت قدمی اشد ضروری ہے۔ جو لوگ اللہ تبارک وتعالیٰ کی رضا کے لئے لوگوں کو دعوت حق دیتے ہیں وہ ان گنت مصائب سے بھی دوچار ہوتے ہیں اور سخت سے سخت حالات میں بھی ایمان وتوحید پر قائم رہتے ہیں اور دامن مصطفیٰ ﷺ نہیں چھوڑتے۔ اُن کے بارے میں اللہ تبارک وتعالیٰ نے فرمایا: تَتَنَزَّلُ عَلَيْهِمُ الْمَلٰٓئِكَةُ ''اُن پر اللہ تبارک وتعالیٰ کے فرشتے اترتے ہیں'' اور یہ کہتے ہیں: اَلَّا تَخَافُوْا وَلَا تَحْزَنُوْا وَاَبْشِرُوْا بِالْجَنَّةِ الَّتِىْ كُنْتُمْ تُوْعَدُوْنَ ''تم کچھ بھی اندیشہ اور غم نہ کرو بلکہ اُس جنت کی بشارت سن لو جن کا تم وعدہ دیئے گئے ہو''۔ نَحْنُ اَوْلِيٰٓؤُكُمْ فِى الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَفِى الْاٰخِرَةِ ۚ وَلَكُمْ فِيْهَا مَا تَشْتَهِىْٓ اَنْفُسُكُمْ وَلَكُمْ فِيْهَا مَا تَدَّعُوْنَ ۝ نُزُلًا مِّنْ غَفُوْرٍ رَّحِيْمٍ ۝ (حم السجدہ: ۳۲،۳۱،۳۰) ''ہم دنیا اور آخرت کی زندگی میں تمہارے مددگار اور دوست ہیں اور جس چیز کو تمہارا جی چاہے اور جو کچھ تم مانگو سب کچھ تمہارے لئے جنت میں موجود ہے (دنیا میں انسان، انسان کی مہمان نوازی کرتا ہے جبکہ مصائب اور امتحانات میں ثابت قدم رہنے والوں کی) مہمان نوازی خود غفور رحیم رب کائنات فرمائے گا''۔

مصائب پر ثابت قدمی اُن کے آنے پر ہی ہے۔ یہ نہیں کہ جب مصیبت نازل ہو تو خوب بے قراری اور بے چینی کا اظہار اور واویلا کیا۔ جب تھک گئے تو صبر کرلیا اور کہہ دیا کہ میں نے صبر کرلیا ہے۔ اِس بارے میں رسول کریم ﷺ کا ارشاد ملاحظہ ہو۔ ایک مرتبہ نبی کریم ﷺ ایک جگہ سے گزر رہے تھے کہ آپ ﷺ نے ایک قبر پر ایک عورت کو روتے ہوئے دیکھا آپ ﷺ نے فرمایا: اِتَّقِى اللّٰهَ وَاصْبِرِىْ ''(اے خاتون) اللہ (تبارک وتعالیٰ) سے ڈر اور صبر کر'' وہ کہنے لگی ''میرے پاس سے ہٹ جایئے، آپ کو میری سی مصیبت نہیں پہنچی''۔ اُس عورت نے پہچانا نہیں کہ مجھے کون نصیحت فرما رہے ہیں؟ پھر اُسے بتایا گیا کہ وہ نبی کریم ﷺ تھے۔ تو بعد ازیں وہ عورت حضور ﷺ کے آستانہ اقدس پر حاضر ہوئی اور معافی مانگنے لگی کہ یارسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم) میں نے آپ ﷺ کو پہچانا نہیں تو اُس کے جواب میں نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اِنَّمَا الصَّبْرُ عِنْدَ الصَّدْمَةِ الْاُوْلٰى ''صبر شروع صدمے پر ہی ہوتا ہے'' کیونکہ مصیبت اور صدمے کے شروع ہوتے ہی دل جوشِ غم اور سیلاب بے چینی سے بے قرار ہوتا ہے اُس وقت اُس بے چینی بے قراری اور جوش کو روکنا، ہمت والوں، بہادروں اور استقامت والوں کا کام ہوتا ہے۔

مصائب وآلام اور اُس کی وارداتیں وہ حقائق ہیں جو چھپے نہیں ہیں بلکہ قرآن مجید میں رب کائنات جل جلالہ نے ارشاد فرمایا ہے۔ یہ دنیا امتحان گاہ ہے یہاں موت وحیات بھی آزمائش ہیں۔ جو لوگ اِن آزمائشوں کی گھڑی میں ثابت قدمی کا مظاہرہ کرتے ہیں انہیں دنیا وآخرت میں سرخروئی حاصل ہوتی ہے اور مصائب پر ثابت قدمی کا مظاہرہ کرنے والوں کو بہتر اجر وثواب اور نعمتوں سے نوازا جاتا ہے۔

خزانۂ احادیث مبارکہ سے مصیبت پر ثابت قدمی اور صبر کا مظاہرہ کرنے والی ایک خاتون کا ایمان افروز واقعہ قابل سماعت ہے۔ ام المومنین حضرت سیّدہ ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں، رسول کریم ﷺ کا ارشاد مبارک ہے کہ جب مسلمان کو کوئی مصیبت پہنچے تو وہ وہی کہے جو اللہ تبارک وتعالیٰ نے حکم فرمایا ہے یعنی اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّآ اِلَيْهِ رٰجِعُوْنَ ۝ اور اِس کے ساتھ اِن کلمات کا اضافہ کرلے اَللّٰهُمَّ اَجِرْنِىْ فِىْ مُصِيْبَتِىْ وَاخْلُفْ لِىْ خَيْرًا مِّنْهَا ''اے میرے اللہ (جل جلالک)

(باقی صفحہ نمبر ۳۹ کالم نمبر ۱ پر ملاحظہ فرمائیں)

شریعت وطریقت کی تعلیم

بحوالہ کشف المحجوب شریف

(ادارہ)

سوال:۔ حرصِ دنیا اور لمبی آرزو اچھی چیز ہے یا بُری چیز؟

جواب:۔ دنیا کی حرص اور لمبی آرزو بُری چیز ہے۔ حرصِ دنیا نے انسان کو انسان کا دشمن بنا دیا ہے۔ بھائی بھائی سے جدا ہو گیا ہے۔ جو لوگ حرصِ دنیا اور لمبی امیدوں اور آرزوں سے بچتے ہیں وہ دوسروں کے ساتھ مخلص ہوتے ہیں۔ انسانی ہمدردی اور خیر خواہی اُن کا شیوا ہوتی ہے۔

مکالمہ:

ایک درویش کی کسی بادشاہ سے ملاقات ہوئی

بادشاہ:۔ اے درویش کچھ مانگ لو۔

درویش:۔ میں اپنے غلاموں کے غلام سے کوئی چیز نہیں مانگتا۔

بادشاہ:۔ میں تیرے کون سے غلاموں کا غلام ہوں؟

درویش:۔ میرے دو غلام ہیں جو دونوں آپ کے مالک ہیں۔

بادشاہ:۔ وہ دو غلام کون ہیں۔

درویش:۔ میرے ایک غلام کا نام ہے حرصِ دنیا اور دوسرے غلام کا نام لمبی امید اور آرزو ہے

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں، رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

لَا یَزَالُ قَلْبُ الْکَبِیْرِ شَابًّا فِی اثْنَیْنِ فِی حُبِّ الدُّنْیَا وَطُوْلِ الْاَمَلِ[۱]

''بوڑھے کا دل دو چیزوں میں جوان رہتا ہے۔ (۱) دنیا کی محبت (حرص) اور (۲) لمبی امید (آرزو) میں''۔

دنیا کی حرص اور محبت رکھنے والا اعمال صالحہ میں دیر لگاتا ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ سے امید اور آخرت کی لمبی امید میں کمالِ ایمان کی نشانی ہے۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں، رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اِنَّ اَخْوَفَ مَا تَخَوَّفَ عَلٰی اُمَّتِیْ الْھَوٰی وَطُوْلُ الْاَمَلِ فَاَمَّا الْھَوٰی فَیَصُدُّ عَنِ الْحَقِّ وَاَمَّا طُوْلُ الْعَمَلِ فَیُنْسِی الْاٰخِرَۃَ[۲] ''میں اپنی اُمت پر جن چیزوں سے خوف کرتا ہوں اُن میں زیادہ خوف ناک نفسانی خواہش اور لمبی امید (آرزو) ہے۔ نفسانی خواہش انسان کو حق سے روک دیتی ہے اور رہی لمبی (آرزو) امید تو وہ آخرت کو بھلا دیتی ہے۔

سوال:۔ نفسانی خواہش کیا ہے؟

جواب:۔ نفسانی خواہش سے مراد وہ خواہش ہے جو اسلام کے خلاف ہو۔ نفسانی خواہش کی پیروی کرنے والا اللہ تبارک وتعالیٰ جل مجدہُ الکریم اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت سے دور ہو جاتا ہے۔

سوال:۔ لمبی امید اور آرزو کیا ہے؟

جواب:۔ لمبی امید اور آرزو یہ ہے کہ انسان یہ سمجھے کہ ابھی میری عمر بہت ہے، مرنے سے پہلے نیک کام کر لوں گا۔ یہ وہ دھوکہ ہے جس میں عام انسان پھنسا ہوا ہے۔ جو ماں باپ خواہش نفس میں گرفتار ہیں اور لمبی امیدیں لگائے بیٹھے ہیں جب انہیں نماز کیلئے کہا جاتا ہے کہ آپ خود بھی اور اپنے بچوں کو بھی نماز کی طرف لائیں تو کہتے ہیں ساری عمر نمازیں ہی پڑھنی ہیں۔ ابھی بچے ہیں بڑے ہو کر پڑھ لیں گے۔

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے تین لکڑیاں زمین میں گاڑھیں ایک اپنے سامنے، دوسری اُس کے برابر اور تیسری اُس سے بہت دور، پھر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے فرمایا:

اَتَدْرُوْنَ مَا ھٰذَا؟

''کیا تم جانتے ہو یہ کیا ہے''

---

[۱] مرآۃ جلد ۷ ص ۸۸ [۲] مرآۃ جلد ۷ ص ۴۴۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا جواب: **اَللّٰــهُ وَرَسُوْلُهٗ اَعْلَمُ**

''اللہ (تبارک وتعالیٰ جل جلالہ) اور اُس کے (پیارے) رسول (کریم صلی اللہ علیہ وسلم) خوب جانتے ہیں''۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: **هٰـذَا الْاِنْسَانُ وَهٰـذَا الْاَجَلُ اُرَاهُ قَالَ هٰذَا الْاَمَلِ**

''یہ انسان ہے اور یہ موت ہے اور فرماتے ہیں مجھے خیال ہے کہ فرمایا یہ امید ہے''

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: **فَيَتَعَاطِى الْاَمَلُ فَلَحِقَهُ الْاَجَلُ دُوْنَ الْاَمَلِ** [۳]

''انسان امیدوں میں مشغول رہتا ہے مگر اُسے امید سے پہلے موت پہنچ جاتی ہے''۔

سوال:۔ انسان امیدوں میں مشغول رہتا ہے اِس سے کیا مراد ہے؟۔

جواب:۔ اس سے مراد یہ ہے کہ انسان کی ایک امید پوری ہوتی ہے تو دو سامنے آجاتی ہیں۔ دو پوری ہوتی ہیں ہے تو چار سامنے آجاتی ہیں۔ یہ سلسلہ یوں ہی دراز ہوتا چلا جاتا ہے اور موت آجاتی ہے۔

آگاہ اپنی موت سے کوئی بشر نہیں
سامان سو برس ہے کل کی خبر نہیں

انسان اپنی موت کو قریب سمجھ کر آخرت کی تیاری کرتا ہے۔ آخرت یاد آتی ہے جب یقین ہو کہ موت سامنے کھڑی ہے۔ جب یہ خیال دل میں بیٹھ جائے کہ ابھی سو دو سو سال مجھے موت نہیں آنی تو وہ آخرت کی تیاری کیوں کرے گا۔ جب سے ہم پیدا ہوئے ہیں' تب سے دنیا جا رہی ہے اور آخرت آرہی ہے ہر سانس آخرت کی طرف ایک قدم ہے۔

غافل تجھے گھڑیال یہ دیتا ہے منادی
خالق نے تیری عمر کی ایک سانس گھٹا دی

سوال:۔ فقیر کی عزت کا تحفظ کس بات میں ہے؟۔

جواب:۔ فقیر کی عزت اِس بات میں ہے کہ اُس کے اعضاء لغزش سے اور اُس کا حال خلل سے محفوظ ہو۔ نہ اُس کا جسم معصیت اور لغزش سے آلودہ ہوا اور نہ اُس کی جان اور دل آفت رسیدہ ہو۔ اِس لئے کہ اُس کا ظاہر حال ظاہر نعمتوں میں مستغرق ہوتا ہے اور اُس کا باطن (باطنی روحانی) نعمتوں کا منبع۔ یہاں تک کہ اُس کا نفس روحانی اور دل ربّانی ہو جاتا ہے اور کائنات کا اُس کے ساتھ کوئی واسطہ اور انسان کو اُس سے کوئی تعلق نہیں رہتا۔ اِس لئے کہ وہ نہ خلقت سے تعلق اور لگاؤ کی وجہ سے فقیر ہوتا ہے اور نہ اِس عالم کے اِملاک سے غنی ہوتا ہے۔

سوال:۔ غرور کیسے پیدا ہوتا ہے؟

جواب:۔ غرور دو چیزوں سے پیدا ہوتا ہے (اول) خَلقت کی تعریف اور مدح سے۔ اور وہ یوں کہ بندہ کا فعل مخلوق کو پسند آتا ہے۔ اِس پر اُس کی مدح وثناء کرتے ہیں۔ اور وہ اِس پر مغرور ہو جاتا ہے۔ یا وہ اُس فعل سے مغرور ہو جاتا ہے۔ جو سب کو پسند ہو اور اپنے آپ کو قابل سمجھتا ہے۔ چنانچہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے یہ راستہ اپنے دوستوں پر بند کر دیا ہے یہاں تک کہ اُن کے معاملات کو اگرچہ وہ نیک ہوں لوگ پسند نہیں کرتے۔ اِس لئے کہ انہوں نے حقیقت حال کو نہیں دیکھا اور اگرچہ اُن کی کوششیں راہِ طریقت میں بہت تھیں مگر اللہ تبارک وتعالیٰ کے دوستوں نے اُن کو اپنی طاقت اور قوت سے خیال ہی نہیں کیا اور نہ اُن کی وجہ سے اپنے آپ کو پسند کیا یہاں تک کہ فخر وغرور سے محفوظ رہے۔ پس جو شخص اللہ تبارک وتعالیٰ کو پسند ہوتا ہے مخلوق اُس کو پسند نہیں کرتی اور جو اپنے نزدیک برگزیدہ بنتا ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ اُس کو برگزیدہ نہیں کرتا۔

واقعہ:۔

ابلیس کو جنوں نے پسند کیا اور فرشتوں نے بھی قبول کیا اور خود اُس نے بھی اپنے آپ کو پسند کیا اور **اَنَا خَيْرٌ مِّنْهُ** ''کہا کہ میں حضرت آدم علیہ السلام سے بہتر ہوں' چونکہ وہ اللہ تبارک وتعالیٰ

[۳] مرآۃ جلد ۷ ص ۹۲۔

کا پسندیدہ نہ تھا اِس لئے جنوں اور فرشتوں کا پسند کرنا اُس کے لئے سودمند نہ ہوا بلکہ اُس کی خود پسندی اُس کے لئے لعنت کا سبب بن گئی۔ حضرت آدم علیہ السلام کی تخلیق کے وقت فرشتوں نے کہا اَتَجْعَلُ فِیْهَا مَنْ یُّفْسِدُ فِیْهَا ''کیا تو زمین میں اُس کو پیدا کرے گا جو اِس میں فساد کرے گا اور خون ریزیاں کرے گا''۔ حضرت آدم علیہ السلام نے اُس درخت کے پاس چلے جانے پر اپنے آپ کو پسند نہیں کیا اور عرض کیا رَبَّنَا ظَلَمْنَا اَنْفُسَنَا ''اے میرے رب ہم نے اپنی جان پر ظلم کیا ہے''۔ چونکہ حضرت آدم علیہ السلام پسندیدہ حق تھے، اِس لئے ملائکہ کا پسند نہ کرنا اور حضرت آدم علیہ السلام کا ندامت کا اظہار کرنا اُن کے لئے باعث رحمت ہوا۔ چنانچہ ربّ کریم نے بھی فرمایا: وَنَسِیَ وَلَمْ نَجِدْ لَهٗ عَزْمًا ''اور وہ بھول گئے اور ہم (یعنی اللہ تبارک وتعالیٰ) نے اُس کے لئے پختہ ارادہ نہ پایا''۔

عام لوگ اپنی مقبولیت پر خوش ہوتے ہیں جب کہ اولیاء اللہ مخلوق کے رد کرنے پر خوش ہوتے ہیں۔ حدیث مبارکہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت جبرائیل علیہ السلام سے اور انہوں نے اللہ تبارک وتعالیٰ سے روایت کیا ہے کہ اَوْلِیَاءُ فِیْ تَحْتِ قَبَائِیْ لَا یَعْرِفُهُمْ غَیْرِیْ اِلَّا اَوْلِیَائِیْ ''میرے دوست میری قبا کے نیچے ہیں جن کو میرے خاص دوستوں کے سوا کوئی نہیں جانتا''۔

سوال:۔ لوگوں کی ملامت ومخالفت اور تعریف کرنے سے کیا اثر لینا چاہئے؟۔

جواب:۔ سب حالات میں بے دھیان ہو جانا چاہئے اگر لوگ اچھے یا بُرے نام سے پکاریں، اُس کے لئے سب یکساں ہوں۔ سیدھا راستہ یہ ہے کہ اگر کوئی شخص دین حق کی حفاظت اور معاملات شریعت کی رعایت کرتا ہے لیکن لوگ اُس کو پھر بھی ملامت کرتے ہیں۔ مگر اِس کے باوجود اِن کی ملامت کی طرف کوئی دھیان نہیں دیتا اور سب سے بےفکر رہتا ہے۔

حکایت: حضرت داتا گنج بخش علی ہجویری قدس سرہ العزیز فرماتے ہیں، حضرت ابو طاہر حرمی رضی اللہ عنہ گدھے پر سوار بازار میں جا رہے تھے اور آپ کے ایک مرید نے آپ کے گدھے کی باگ پکڑ رکھی تھی ایک شخص نے آواز دی ''این پیر زندیق آمد'' (یہ بے دین پیر آیا ہے) اُس مرید نے جب یہ بات سنی تو غیرت ارادت سے اُس شخص کو مارنے کا ارادہ کیا۔ جس سے اہل بازار نے شور برپا کر دیا۔ شیخ کامل نے اپنے مرید سے فرمایا اگر تو خاموش رہے (صبر کرے) اور اپنے ارادے سے باز آ جائے تو میں تجھے ایسی بات سکھاؤں گا کہ تو اُن کی تکلیف سے نجات پائے گا۔ شیخ کے حکم سے مرید خاموش ہو گیا۔ (حضرت شیخ ابو طاہر حرمی رضی اللہ عنہ) اپنی خانقاہ میں واپس آئے تو اُسی مرید سے فرمایا کہ وہ صندوق اُٹھا کے لا۔ وہ صندوق اُٹھا لایا۔ صندوق کو کھولا گیا اُس میں سے خطوط نکالے اور اُس کے سامنے رکھ دیئے اور فرمایا کہ دیکھو ہر کسی نے میرے نام خط لکھا ہے جو میری طرف بھیجا ہے۔ ایک نے مجھے شیخ الاسلام کہہ کر مخاطب کیا ہے ایک نے مجھے شیخ زکی لکھا ہے ایک نے شیخ زاہد لکھا ہے۔ ایک نے شیخ الحرمین لکھا ہے۔ اِسی طرح اور لوگوں نے بھی لکھا ہے یہ سب میرے القاب ہیں، نام نہیں اور میں اُن میں سے کچھ بھی نہیں ہوں۔ ہر کوئی اپنے اعتقاد کے مطابق بات کرتا ہے اور اُس نے میرا لقب مقرر کیا ہے۔ اگر اُس شخص نے (جس نے مجھے زندیق کہا ہے) اپنے اعتقاد کے مطابق کوئی بات کہی اور میرا لقب مقرر کیا ہے تو تو نے اِس پر یہ سب جھگڑا کیوں اُٹھایا۔

نیک لوگوں کو ایسے حالات کا سامنا رہتا ہے۔ کبھی ایسا بغیر ارادے کے ہو جاتا ہے کہ نیک لوگ اپنی ملامت سے خوش ہوتے ہیں اور کبھی نیک برگزیدہ اور پاکیزہ خود اپنے نفس کو لگام دینے کے لئے اور اپنے آپ کو نفس کی شرارتوں سے بچانے کے لئے ایسا عمل کرتے ہیں، جس سے غرور وتکبر اور خودنمائی کا علاج ہوتا ہے اور تواضع اور انکساری کو تقویت حاصل ہوتی ہے۔

حکایت: ایک دن امیر المؤمنین حضرت عثمان غنی ذوالنورین رضی اللہ عنہ خلافت کے زمانہ میں اپنے کھجوروں کے باغ سے تشریف

لا رہے تھے اور ایندھن کا گٹھا اپنے سر پر رکھا ہوا تھا۔ جبکہ آپ کے چار سو غلام تھے۔ لوگوں نے عرض کیا' اے امیر المؤمنین (رضی اللہ عنہ) یہ کیا حال ہے؟ تو فرمایا اُرِیْدُ اَنْ اُجَرِّبَ نَفْسِی ''میں اپنے نفس کو آزمانا چاہتا ہوں'' یعنی میرے پاس غلام تو ہیں جو یہ کام کر سکتے ہیں لیکن میں اپنے نفس کا امتحان لینا چاہتا ہوں کہ مخلوق کے نزدیک میرا مرتبہ اُس کو کسی کام کے خود کرنے سے روک نہ سکے۔

امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کا واقعہ فراست و ملامت:

امام الائمہ' کاشف الغمہ' سراج الامہ فقہ کے اماموں میں امام اعظم حضرت نعمان بن ثابت ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ مشائخ طریقت میں بہت سے بزرگوں مثلاً حضرت ابراہیم بن ادہم، حضرت فضیل بن عیاض، حضرت داؤد طائی اور بشر حافی رحمہم اللہ تعالیٰ وغیرہ کے استاد ہوئے ہیں اور علماء میں یہ بات مشہور اور کتابوں میں لکھی ہوئی ہے کہ خلیفہ ابوجعفر منصور کے عہد میں اہل دربار نے تدبیر کی کہ چار اشخاص یعنی حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ اور حضرت امام سفیان ثوری حضرت امام مسعر بن کدام اور حضرت شریک بن عبداللہ (قاضی تشریح) رحمہم اللہ تعالیٰ میں سے کسی ایک کو قاضی مقرر کریں یہ چاروں امام اُس وقت بڑے عالم سمجھے جاتے تھے۔ خلیفہ ابوجعفر منصور نے اِن سب کی طرف آدمی بھیجے کہ اُن کو بلائیں۔ اِن چاروں ائمہ کرام کو پیغام پہنچا اور چاروں اکٹھے ہی خلیفہ کے پاس روانہ ہوئے۔ تو راستہ میں حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''من اندر ہر ایک از ما بفراست چیزیں بگویم'' (میں ہر ایک کے لئے دربار جانے کے متعلق فراست سے ایک بات کہتا ہوں) انہوں نے فرمایا: بہت بہتر۔ تب آپ نے فرمایا: میں تو اِس عہدۂ قضاء کو ایک حیلہ بنا کر ہٹاؤں گا حضرت مسعر رحمہ اللہ تعالیٰ اپنے آپ کو دیوانہ بنا دیں گے۔ حضرت سفیان ثوری رحمہ اللہ تعالیٰ بھاگ جائیں گے حضرت شریک بن عبداللہ (شریح) قاضی ہوں گے۔

چنانچہ حضرت سفیان ثوری رحمہ اللہ تعالیٰ راستہ ہی سے بھاگ گئے اور ایک کشتی میں بیٹھ گئے اور کشتی والوں سے کہا مجھے چھپا لو' لوگ میرا سر کاٹنا چاہتے ہیں۔ گویا آپ نے اُس حدیث شریف کی تاویل کرتے ہوئے فرمایا جس میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے مَنْ جُعِلَ قَاضِیًا فَقَدْ ذُبِحَ بِغَیْرِ سِکِّیْنٍ ''جو قاضی بنایا گیا بغیر چھری کے ذبح کیا گیا'' ملاّح نے آپ کو چھپا دیا اور باقی تینوں اماموں کو خلیفہ کے پاس لے گئے۔ خلیفہ نے سب سے پہلے حضرت امام اعظم رضی اللہ عنہ سے کہا آپ کو قاضی ہونا چاہئے۔ آپ نے فرمایا: اے امیر میں عجمی ہوں، عربی نہیں ہوں بلکہ اُن کے غلاموں میں سے ہوں۔ پس عرب کے سردار میرے حکم پر راضی نہ ہوں گے۔ خلیفہ ابو منصور نے کہا (قضاء) کا نسب سے کوئی تعلق نہیں' اِس کے لئے علم کی ضرورت ہے اور آپ اِس وقت تمام علماء پر سبقت رکھتے ہیں۔ آپ نے فرمایا میں پھر بھی اِس کام کے لائق نہیں ہوں اور اِس قول میں جو میں نے کہا ہے کہ میں اس کام کے لائق نہیں اگر میں سچا ہوں تو واقعی لائق نہیں ہوں اور جھوٹا ہوں تو جھوٹا شخص مسلمانوں کی قضاء کے لائق نہیں اور آپ کو (جو خلیفۂ وقت ہیں) جھوٹے آدمی کو اپنا قاضی نہیں بنانا چاہیے اور نہ مسلمانوں کے خونوں' مالوں اور شرمگاہوں کے متعلق اُس پر بھروسہ کرنا چاہیے۔ یہ بات کہہ کر آپ نے قضاء کی ذمہ داریوں سے خلاصی حاصل کی۔ اِن کے بعد حضرت مسعر بن کدام رحمہ اللہ تعالیٰ تشریف لائے' آپ نے آتے ہی خلیفہ منصور کا ہاتھ پکڑ لیا اور کہنے لگے، آپ کیسے ہیں؟ آپ کے لڑکوں اور جانوروں کا کیا حال ہے؟۔ منصور نے کہا اِس کو باہر نکالو یہ تو دیوانہ ہے۔ شریک بن عبداللہ (قاضی شریح) سے کہا آپ کو قضاء کرنی چاہئے انہوں نے کہا سودائی مزاج کا آدمی ہوں میرا دماغ ضعیف ہے میں قضاء کی اہم ذمہ داریوں سے کماحقہ عہدہ برآ نہ ہو سکوں گا۔ خلیفہ منصور نے کہا ''معالجت کن خود را بفصد ھای موافق ونبیذ ھای مثلث تا عقلت کامل شد'' (آپ مقوی حلوہ اور شربت انگوری اور پھلوں کے رس سے اپنا علاج کیجئے تا کہ آپ کی عقل تیز اور محکم ہو جائے) پھر قضاء کا عہدہ اُن کے سپرد کر دیا۔

بخاری شریف پڑھیے
بحوالہ
تیسیر الباری

(ادارہ)

پکے خارجی مردود ہیں:

حضرت امام علی بن حسین زین العابدین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں، نبی کریم ﷺ کی زوجہ مطہرہ ام المومنین حضرت صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں، وہ رسول کریم ﷺ سے ملنے کے لئے مسجد میں آئیں ۔ نبی کریم ﷺ رمضان المبارک کے آخری عشرہ میں مسجد میں معتکف تھے۔ (ام المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا) جب (آستانہ مقدسہ میں) لوٹ جانے کے لئے اٹھیں ۔تو رسول کریم ﷺ بھی اُن کے ساتھ اُن کو آستانہ مبارکہ میں پہنچانے کے لئے اُٹھے۔ جب مسجد کے اُس دروازے کے قریب پہنچے جہاں ام المومنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا دروازہ تھا: مَرَّ بِهِمَا رَجُلَانِ مِنَ الْاَنْصَارِ فَسَلَّمَا عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ ثُمَّ نَفَذَا ''دو انصاری مرد (حضرت اُسید بن حضیر رضی اللہ عنہ اور حضرت عباد بن بشیر رضی اللہ عنہ) ملے انہوں نے رسول کریم ﷺ کو سلام کیا اور سلام کرکے آگے نکل گئے۔ تو رسول کریم ﷺ نے فرمایا: عَلٰى رِسْلِكُمَا ''ذرا ٹھہرو'' یہ (حضرت صفیہ بنت حیی رضی اللہ تعالیٰ عنہا ہے) عرض کرنے لگے سُبْحَانَ اللّٰهِ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَكَبُرَ عَلَيْهِمَا ذٰلِكَ ''سبحان اللہ! یا رسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم اور آپ ﷺ کا فرمان اُن پر شاق گذرا (کیونکہ وہ دونوں سچے مومن تھے۔) فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: اِنَّ الشَّيْطَانَ يَبْلُغُ مِنَ الْاِنْسَانِ مَبْلَغَ الدَّمِ، وَاِنِّىْ خَشِيْتُ اَنْ يَقْذِفَ فِىْ قُلُوْبِكُمَا شَيْئًا [۱] ''شیطان خون کی طرح آدمی کے بدن میں (ہر رگ و پے میں) پہنچتا ہے۔ میں ڈرا کہیں تمہارے دل میں کچھ (وسوسہ) نہ ڈالے'' کہ آنحضرت ﷺ رات کے وقت ایک بیگانہ عورت کو ساتھ لئے کیسے جا رہے ہیں؟ اِس وسوسے کی وجہ سے وہ تباہ ہو جاتے۔ آپ ﷺ نے ان کا ایمان بچا لیا۔ پیغمبروں کی نسبت ایک ذرا سی بدگمانی کرنا بھی کفر اور باعث زوالِ ایمان ہے۔ افسوس ہمارے زمانے میں ایک شخص نے جو اپنے آپ کو مسلمان کہتا ہے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرف کیا کیا باتیں منسوب کیں اور اپنا ٹھکانا دوزخ میں بنایا۔ ظاہر میں وہ نصاریٰ کا بہانہ کرتا ہے۔ یہ عجب ردّ ہے۔ وہی مثل ہوئی پرائے شگون کے لئے اپنی ناک کٹوائی۔ ایسے ہی بعض مولوی جو اپنے تئیں سنّت جماعت کہتے ہیں رافضیوں کے ردّ میں' کا بہانہ کرکے حضرت علی رضی اللہ عنہ اور اہلبیت کے نسبت وہ کلمے زبان سے نکال لیتے ہیں اور اپنے رسالوں میں لکھتے ہیں کہ معاذ اللہ وہ سنّی کاہے کو ہے پکے خارجی مردود ہیں' اللہ بچائے۔ (تیسیر الباری جلد ۴ ص ۲۵۱ من وعن)

نوٹ: یہ سنّت جماعت سنّی نہیں ہیں بلکہ یہ وہابی' دیوبندی اور اُن جیسے لوگوں کا کام ہے جو اہلبیت اور امیر المومنین کے خلاف زبان درازی کرتے ہیں اور یزید پلید کو امیر المومنین اور رضی اللہ عنہ لکھ کر اپنے خارجی ہونے کا ثبوت پیش کرتے ہیں، سنّی تو اللہ تبارک وتعالیٰ کے فضل وکرم سے نبی کریم رؤف الرحیم ﷺ' صحابہ کرام اور اہلبیت رضی اللہ عنہ کے ہر ہر عظیم فرد کی تعظیم وتوقیر کو عین ایمان سمجھتے ہیں۔

صاحب تیسیر الباری نے سنّت جماعت اور سنّی کا نام لکھ کر اپنے فرقہ کے لوگوں کی پاکدامنی بیان کرنے کی ناکام کوشش کی ہے۔

انگوٹھی مبارک کی برکتیں:

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں، جب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ خلیفہ ہوئے تو اُن کو (یعنی حضرت

[۱] بخاری جلد ۱ ص ۲۷۴، شرح السنۃ جلد ۷ ص ۳۹۵، ابن ماجہ حدیث نمبر ۱۷۷۹، ابوداؤد حدیث نمبر ۲۴۷۰، مسند احمد جلد ۶ ص ۳۳۷، السنن الکبریٰ للبیہقی جلد ۴ ص ۳۲۱، ۳۲۴، مسلم حدیث نمبر ۵۶۷۸۔

انس رضی اللہ عنہ کو) بحرین کی طرف (زکوٰۃ وصول کرنے کے لئے) بھیجا اور ایک پروانہ لکھ کر دیا اور اُس پر مہر لگائی، مہر میں تین سطریں کندہ تھیں ایک سطر میں محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) ایک میں رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) اور ایک سطر میں اللہ (جل مجدہ الکریم) الف۔

الف۔ یہ مہر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تھی اِس کا نقش اِس طرح تھا۔ محمد صلی اللہ علیہ وسلم باب کا مطلب اس سے یوں نکلا کہ آنحضرت کی مہر حضرت ابوبکرؓ استعمال کرتے رہے۔ حضرت ابوبکرؓ کے بعد حضرت عمرؓ کے پاس رہی، اُن کے بعد حضرت عثمانؓ کے پاس پھر اُن کے ہاتھ سے کنویں میں گر پڑی، ہر چند ڈھونڈا مگر نہ ملی: اُسی روز سے خلافت کے کام میں فرق آنے لگا۔ (تیسیر الباری جلد ۴ ص ۲۵۴ من وعن)۔ اس عبارت کو ملاحظہ فرمائیں ایک تو وحید الزماں صاحب نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے نام کے ساتھ ؓ لکھا جو بدعت اور ناجائز ہے، دوسرے عبارت سے معلوم ہوتا ہے کہ جب تک انگوٹھی مبارک صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے پاس رہی تو خلافت کے نظام میں کوئی فرق نہیں آیا، حسن وخوبی سے نظام چلتا رہا اور اب جب انگوٹھی مبارک گم ہوگئی تو نظام خلافت میں فرق آنے لگا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے تبرکات جن کے پاس ہوتے تھے یا ہیں وہاں برکتیں ہی برکتیں نازل ہوتی ہیں۔ جو لوگ تبرکات اور مقدس چیزوں کا احترام نہیں کرتے انہیں دنیاوی اور ایمانی زوال کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بال مبارک کا احترام کیا جسے اپنی ٹوپی میں سی رکھا تھا اُس کی برکت سے فتح حاصل کی۔

کسریٰ اور قیصر کے بارے میں خبرِ غیب:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: **اِذَا هَلَكَ كِسْرٰى ثُمَّ لَا يَكُوْنُ كِسْرٰى بَعْدَهٗ وَ قَيْصَرُ لَيَهْلِكَنَّ ثُمَّ لَا يَكُوْنُ قَيْصَرُ بَعْدَهٗ وَلَتُقْسَمُنَّ كُنُوْزُهُمَا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ** ۲

''کسریٰ ہلاک ہوگیا پھر اِس کے بعد کسریٰ نہ ہوگا اور قیصر ہلاک ہو جائے گا پھر اِس کے بعد قیصر نہ ہوگا اور تم اُن کے خزانے اللہ (تبارک وتعالیٰ) کی راہ میں تقسیم کروگے''

''مجاہدین کو دو گے۔ ایسا ہی ہوا' مسلمانوں نے ایران اور روم کی سلطنتیں چھین لیں'' (تیسیر الباری جلد ۴ ص ۲۶۴)

''سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ شریف میں کسریٰ ہلاک ہو چکا تھا اور قیصر اُس وقت زندہ تھا۔ اس لئے فرمایا قیصر ہلاک ہوگا۔ اور اِن کے بعد اگر چہ قیصر وکسریٰ ہوئے لیکن جو دبدبہ اور غلبہ پہلے تھا وہ ختم ہوگیا اور صرف نام کے قیصر وکسریٰ رہ گئے۔ روم کے بادشاہ کو قیصر اور ایران کے بادشاہ کو کسریٰ کہا جاتا تھا۔ یہ سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا معجزہ ہے کہ آپ نے قیصر وکسریٰ کے خزانے منقسم ہونے کی خبر دی چنانچہ مسلمانوں نے اُن کے ملکوں کو فتح کیا اور اللہ تبارک وتعالیٰ کی راہ میں خزانے تقسیم کئے'' (تفہیم البخاری جلد ۴ ص ۵۸۷)

علامہ خطابی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا کسریٰ کا تو نام ونشان ختم ہوگیا اور اُس کے خزانے اللہ تبارک وتعالیٰ کی راہ میں تقسیم کر دیئے گئے' اُن کا رہنا سہنا شام میں ہے۔ وہیں بیت المقدس میں ہے۔ (جو آج فلسطین میں اسرائیل کے قبضہ میں ہے) جس میں نصاریٰ عبادت کرتے تھے (آج کل مسلمان وہاں نماز جمعۃ المبارک وعیدین اور دیگر نمازیں پڑھتے ہیں) نصاریٰ کے بادشاہ روم پر غالب نہ رہ سکے۔ ان کو جلا وطن کر دیا گیا اور اُن کے خزانوں کے تمام ذخائر مسلمانوں کے ہاتھ لگے اور اِس کے بعد کوئی قیصر نہ رہا حتیٰ کہ آخر زمانہ میں قسطنطنیہ کی فتح میں اللہ تبارک وتعالیٰ کا وعدہ پورا ہوگا (جو ہو گیا) واللہ تعالیٰ رسولہ الاعلیٰ اعلم (تفہیم البخاری جلد ۴ ص ۴۹۲)

سورج چلنا رک گیا:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: **غَزَا نَبِيٌّ مِّنَ الْاَنْبِيَآءِ** ''انبیاء کرام علیہم السلام میں سے ایک نبی علیہ السلام (حضرت یوشع علیہ السلام) نے جہاد کیا'' **فَقَالَ لِقَوْمِهٖ** ''انہوں نے اپنی قوم کے

۲ بخاری جلد ۱ ص ۴۴۰' مسند احمد جلد ۲ ص ۳۱۳' مصنف عبدالرزاق حدیث نمبر ۲۰۸۱۵' دلائل النبوۃ جلد ۶ ص ۳۲۴' مشکوٰۃ حدیث نمبر ۵۴۱۸' کنز العمال حدیث نمبر ۳۱۷۷۹۔

www.seedharastah.com

لوگوں سے فرمایا'' میرے ساتھ کوئی ایسا شخص جہاد میں نہ جائے جس نے کسی عورت سے عقد کیا ہو اور اُس کا ارادہ ہو کہ اُسے اپنے گھر لائے اور ابھی اُس سے صحبت نہ کی ہو اور نہ ہی وہ شخص آئے جس نے مکان بنائے ہوں اور ابھی تک اُن کی چھتیں نہ اٹھائی ہوں اور نہ ہی وہ شخص میرے ساتھ آئے جس نے بکریاں اور اونٹنیاں خریدی ہوں (اور وہ حاملہ ہوں) اور اُن کو جننے کا منتظر ہو۔ چنانچہ انہوں نے جنگ کی تیاری کی (اور جہاد کے لئے روانہ ہو گئے) اور ایک گاؤں (اریحا) کے قریب اُس وقت پہنچے کہ عصر کا وقت ہو گیا تھا یا نزدیک تھا۔ انہوں نے: **فَقَالَ لِلشَّمْسِ** ''سورج سے فرمایا'' تو بھی اللہ تبارک وتعالیٰ کا تابعدار ہے میں بھی اُس کا تابعدار ہوں (یعنی تو بھی اللہ تبارک وتعالیٰ کے حکم سے چل رہا ہے اور میں بھی اللہ تبارک وتعالیٰ کے حکم سے چل رہا ہوں) پھر حضرت یوشع علیہ السلام نے اللہ تبارک وتعالیٰ کی جناب میں دُعا کی: **اَللّٰھُمَّ احْبِسْھَا عَلَیْنَا** ''اے اللہ (جل جلالک) تو اس سورج کو ہم پر روک دے'' چنانچہ سورج روک دیا گیا یہاں تک کہ انہوں نے فتح حاصل کر لی' اللہ تبارک وتعالیٰ نے انہیں فتح عطا فرمائی۔ انہوں نے غنیمت کے مال جمع کئے (آسمان سے) آگ آئی تا کہ اُن کو جلائے لیکن اُس کے مال غنیمت کو نہ جلایا، نہ کھایا۔ نبی علیہ السلام نے فرمایا تم میں سے کسی نے خیانت کی ہے (حضرت یوشع علیہ السلام نے) فرمایا: **فَلْیُبَایِعْنِیْ مِنْ کُلِّ قَبِیْلَةٍ رَجُلٌ** ''ہر قبیلے سے ایک شخص میری بیعت کرے (مطلب یہ کہ ہر قبیلے میں سے ایک شخص مجھ سے ہاتھ ملائے۔ چنانچہ ایسا ہی کیا گیا) **فَلَزِقَتْ یَدُ رَجُلٍ بِیَدِہٖ** ''تو ایک شخص کا ہاتھ اُن کے ہاتھ سے چپک گیا (چمٹ گیا) نبی علیہ السلام نے فرمایا: **فِیْکُمُ الْغُلُوْلُ** ''تیرے ہی قبیلے والوں نے خیانت کی ہے (چوری کی ہے)'' **فَلْتُبَایِعْنِیْ قَبِیْلَتُکَ** ''تیرے قبیلے کے لوگ میری بیعت کریں'' (یعنی تیرے قبیلے کے لوگ ہاتھ ملائیں چنانچہ ایسا ہی کیا گیا) **فَلَزِقَتْ یَدُ رَجُلَیْنِ اَوْ ثَلٰثَةٍ بِیَدِہٖ** ''چنانچہ دو یا تین اشخاص کے ہاتھ نبی علیہ السلام کے ہاتھوں سے چپک گئے (چمٹ گئے) **فَقَالَ فِیْکُمُ الْغُلُوْلُ** ''تمہارے قبیلے کے لوگوں نے خیانت کی ہے (چوری کی ہے)'' **فَجَاءُ بِرَأْسٍ مِثْلَ رَأْسِ بَقَرَةٍ مِنَ الذَّھَبِ** ''چنانچہ وہ (حکم کے مطابق) گائے کے سر کے برابر سونے کا سر لائے'' (اور چوری کا مال بھی لائے) اور اُس کو رکھ دیا پھر آگ آئی اور سب کو جلا دیا۔ **ثُمَّ اَحَلَّ اللّٰہُ لَنَا الْغَنَائِمُ ثُمَّ رَأٰی ضَعْفَنَا وَعَجْزَنَا فَاُحِلَّھَا لَنَا** ۳؎ ''پھر اللہ (تبارک وتعالیٰ) نے ہماری بے سرو سامانی اور مال واسباب کی کمی کو ملاحظہ فرما کر (مالِ غنیمت) کو ہمارے لئے حلال کر دیا'' ب

''اس حدیث شریف سے یہ مطلب نکلتا ہے کہ زمین ساکن ہے اور سورج اُس کے گرد حرکت کرتا ہے''۔ (تیسیر الباری جلد۴ ص۲۶۶)

امام اہلسنّت مجدد دین وملت الشاہ احمد رضا فاضل بریلوی رحمہ اللہ تعالیٰ نے ایک رسالہ ''زمین کے ساکن'' ہونے کے بارے میں لکھا ہے

ب صاحب تیسیر الباری نے حضرت یوشع علیہ السلام کی سورج سے گفتگو اور اُس کے رک جانے پر بحث نہیں کی۔ شاید اِس لئے کہ اِس عظیم معجزہ کے ذکر میں سورج کے رکنے اور نماز عصر کے ادا کرنے والا وہ واقعہ جس کا تعلق نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت علی رضی اللہ عنہ سے ہے بیان کرنا پڑتا۔

ب کم طاقتی اور عاجزی سے مراد ہے کہ مسلمان مفلس اور نادار تھے اور خدا کی بارگاہ میں فروتنی سے عاجز ہوتے تھے۔ پروردگار کو اُن کی عاجزی پسند آئی اور یہ سرفرازی ہوئی کہ لوٹ کے مال ان کے لئے درست کر دیئے گئے۔ ہم اُن بے وقوف پادریوں سے پوچھتے ہیں جو لوٹ کا مال لینا بڑا عیب جانتے ہیں کہ تمہارے

۵؎ بخاری جلد۱ ص۴۴۰' مسلم حدیث نمبر۴۷۴۷' مسند احمد جلد۲ ص۳۱۸' السنن الکبریٰ للبیہقی جلد۶ ص۲۹۰' مصنف عبدالرزاق حدیث نمبر۹۴۹۲' مشکوٰۃ حدیث نمبر۴۰۳۳' شرح السنۃ جلد۵ ص۶۰۴' قرطبی جلد۳ جز۶ حدیث نمبر۱۳۰' البدایہ والنہایہ جلد۶ ص۳۱۹۔

مذہب والے نصاریٰ تو دوسروں کے ملک کے ملک اور خزانے ہضم کر جاتے ہیں اور ڈکار تک نہیں لیتے۔ جس ملک کو فتح کرتے ہیں وہاں سب معزز کاموں پر اپنی قوم والوں کو مامور کرتے ہیں، اہل ملک کا ذرا لحاظ نہیں رکھتے پھر یہ لوٹ نہیں ہے تو کیا ہے؟ لوٹ سے بدتر ہے، لوٹ تو گھڑی بھر ہوتی ہے اور ظلمی انتقام تو صدہا برس تک ہوتا رہتا ہے۔ معاذ اللہ اُن کی تو وہی مثال ہے اپنی آنکھ کا تو شہتیر نہیں دیکھتے اور دوسروں کی آنکھ کا تنکا دیکھتے ہیں۔

جب حضرت یوشع علیہ السلام نے اللہ تبارک وتعالیٰ کے حضور سورج کے رکنے کے لئے دُعا کی تھی۔ اُس دن جمعۃ المبارک تھا۔ اگر سورج نہ رکتا تو غروب کے بعد ہفتہ شروع ہو جاتا اِس میں اُن کے لئے جنگ کرنا حرام تھا۔ ممکن تھا کہ دشمن کو کمک پہنچ جاتی اور اُس کو فتح کرنے میں دشواری ہوتی۔ اِس لئے سورج رکنے سے فتح میں آسانی رہی نیز سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے بھی سورج رک گیا تھا۔ جبکہ آپ نے اہل مکہ کو شب اسراء کی صبح کو خبر دی کہ اِس روز سورج چمکنے کے وقت قافلہ مکہ آئے گا چنانچہ لوگ قافلہ کا انتظار کرنے لگے تو اُس کے آنے تک سورج رک گیا۔ واقعہ یہ ہے کہ سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم جب آسمانوں کی سیر کر کے واپس آئے اور بیت المقدس سے مکہ مکرمہ تشریف لا رہے تھے موضع صجنان میں ایک قافلہ ملا جو مکہ کی طرف آ رہا تھا جب آپ مکہ مکرمہ تشریف لائے تو لوگوں کو اُس قافلہ کی خبر دی اور فرمایا اِس وقت اُن کا قافلہ تنعیم بیضاء سے اتر رہا ہے۔ اُس کے آگے آگے سیاہ رنگ کا اونٹ ہے۔ اُس پر دو بوریاں ہیں ایک سیاہ اور دوسری سفید ہے۔ لوگ جلدی سے اُس وادی میں پہنچے اور جو کچھ سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا وہی دیکھا اور قافلہ آنے تک سورج رکا رہا اور غروب نہ ہوا۔ نیز خندق کے روز بھی سورج رک گیا جبکہ سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم عصر کی نماز سے رک گئے حتیٰ کہ سورج غروب ہو گیا تھا تو آپ نے عصر کی نماز ادا فرمائی۔ نیز ابن اسحاق نے مبتداء میں یحییٰ بن عروہ کے ذریعے روایت کی ہے کہ اللہ (تبارک وتعالیٰ) نے (حضرت) موسیٰ علیہ السلام کو حکم دیا کہ بنی اسرائیل کو ساتھ لے کر مصر سے روانہ ہو جائیں اور حضرت یوسف علیہ السلام کا تابوت ساتھ لے لیں جو دریائے نیل کے نصف میں مدفون تھا۔ اُس کی تلاش میں کافی وقت گزر گیا حتیٰ کہ فجر طلوع ہونے کو تھی اور انہوں نے بنی اسرائیل سے وعدہ کیا تھا کہ طلوع فجر کے وقت چلیں گے تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اللہ تبارک وتعالیٰ سے دُعا کی کہ طلوع فجر میں تاخیر کر دے تا کہ حضرت یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام کا تابوت مل جائے۔ چنانچہ سورج رک گیا حتیٰ کے وہ طلوع فجر کے وقت روانہ ہو گئے۔ حاکم نے حضرت اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا سے روایت کی کہ سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم حضرت علی رضی اللہ عنہ کی ران پر سر مبارک رکھ کر آرام فرماتے۔ حتیٰ کہ سورج غروب ہو گیا جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم بیدار ہوئے تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے عرض کیا، یا رسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم) میں نے عصر کی نماز نہیں پڑھی۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تبارک وتعالیٰ کے حضور دُعا کی کہ اے اللہ (جل جلالک) تیرے بندے (حضرت) علی (رضی اللہ عنہ) نے اپنی ذات کو تیرے نبی (علیہ السلام) کے لئے روک رکھا تھا۔ سورج کو واپس کر دے تا کہ (حضرت) علی (رضی اللہ عنہ) نماز کو اپنے وقت میں ادا کرے چنانچہ سورج طلوع ہوا اور پہاڑوں اور زمین پر اس کی روشنی اور چمک ظاہر ہوگئی۔ پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے وضو کیا اور عصر کی نماز ادا کی۔ یہ حضرت اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا کی حدیث ہے اور علاماتِ نبوت سے ہے۔ اِس کے تمام راوی ثقہ ہیں (طحاوی فی مشکل الآثار) نیز حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میں نے حضرت کعب الاحبار رضی اللہ عنہ کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ حضرت سلیمان علیہ السلام ایک روز گھوڑوں کی دیکھ بھال میں مشغول رہے حتیٰ کہ سورج چھپ گیا تو حضرت سلیمان علیہ السلام نے فرمایا اللہ تبارک وتعالیٰ اُن فرشتوں کو حکم دے گا جو سورج پر مامور ہیں اور وہ سورج کو میرے لئے واپس کریں گے چنانچہ انہوں نے سورج واپس کیا حتیٰ کہ انہوں نے عصر کی نماز اپنے وقت میں پڑھی۔

شخصیات

حضرت خواجہ حسن بصری رضی اللہ عنہ

ماخوذ از: یوسف مصرِ محبت (حصہ اوّل زیرِ طبع)

نحمده ونصلی ونسلم علی رسوله الکریم اما بعد فاعوذ بالله من الشیطن الرجیم بسم الله الرحمن الرحیم

اَلَآ اِنَّ اَوْلِیَآءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَیْهِمْ وَلَا هُمْ یَحْزَنُوْنَ o اَلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَ كَانُوْا یَتَّقُوْنَ o

''سن لو بے شک اللہ (تبارک وتعالیٰ) کے ولیوں پر نہ کچھ خوف ہے اور نہ کچھ غم یہ وہ لوگ ہیں جو ایمان لائے اور پرہیز گاری کرتے ہیں''۔

اولیاء اللہ وہ لوگ ہوتے ہیں جو سچے اور مخلص ہوتے ہیں۔ یہ اللہ تبارک وتعالیٰ اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کرکے اور برائیوں سے پرہیز کرکے اللہ تبارک وتعالیٰ کا قرب حاصل کر لیتے ہیں۔ اللہ تبارک وتعالیٰ اُن کی تعریف فرماتے ہوئے ارشاد فرماتا ہے: اَلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَ كَانُوْا یَتَّقُوْنَ o ''یہ لوگ صاحب ایمان اور صاحب تقویٰ ہوتے ہیں''۔ ایمان اور تقویٰ ہی اللہ تبارک وتعالیٰ کے قرب کی بنیاد اور اہم ترین ذریعہ ہے۔ اِس لحاظ سے ہر متقی مومن اللہ (ربُّ العزت) کا ولی ہے۔ ایسے برگزیدہ اور مقرب بندوں میں سے انتہائی خوش نصیب اور عظمت وشان رکھنے والے حضرت خواجہ حسن بصری رضی اللہ عنہ ہیں۔ جنہیں تابعی ہونے کا اعزاز حاصل ہے۔ انہوں نے تقریباً ایک سو بیس جلیل القدر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی زیارت کی ہے اور اُن کی روحانیت اور علم کے نور سے فیض یاب ہوئے ہیں۔

حضرت خواجہ حسن بصری رضی اللہ عنہ ابوالحسن یسار کے بیٹے ہیں۔ اِن کی کنیت ابوسعید ہے۔ ۲۲ ہجری بمطابق ۶۴۲ عیسوی بمقام مدینہ منورہ پیدا ہوئے۔ آپ نسلاً حبشی ہیں۔ جب آپ کی ولادت ہوئی تو آپ کو امیر المومنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی گود میں ڈالا گیا۔ امیر المومنین رضی اللہ عنہ نے اپنے منہ میں کھجور چبا کر اُن کے تالو کو لگائی۔ آپ کے والدین کو مبارک باد پیش فرمائی اور ''حسن'' نام رکھا۔

حضرت خواجہ حسن بصری رضی اللہ عنہ کی والدہ محترمہ ام المومنین حضرت سیّدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی خادمہ تھیں۔ بسا اوقات حضرت خواجہ حسن بصری رضی اللہ عنہ کی والدہ کام کاج کی وجہ سے مصروف ہوتیں یا کہیں اِدھر اُدھر کام کے سلسلہ میں گئی ہوتیں اور آپ رونے لگتے تو ام المومنین حضرت سیّدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا انہیں دودھ پلانے کے لئے گود میں لے لیتیں۔ حالانکہ آپ کو دودھ نہیں آتا تھا مگر شان رب العالمین ام المومنین رضی اللہ عنہا کو دودھ اتر آتا اور حضرت خواجہ حسن بصری رضی اللہ عنہ دودھ پی لیتے۔ تجزیہ نگار اور صاحب علم لوگ کہتے ہیں کہ آپ نے جس قدر درجات اور مرتبے پائے ہیں اور علم وحکمت کے خزانے حاصل کئے ہیں یہ سب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ مطہرہ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے دودھ کی برکتیں ہیں۔ نیز ام المومنین ہمیشہ آپ کے لئے دُعا فرماتیں۔ ''اے اللہ تبارک وتعالیٰ حسن کو مخلوق کا رہنما بنا دے۔'' چنانچہ آپ کی شفقتوں اور دعاؤں کے فیضان سے حضرت خواجہ حسن بصری رضی اللہ عنہ یکتائے روزگار بزرگوں میں شمار ہوئے۔ آپ نے جن ۱۲۰ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے زیارت کا شرف حاصل کیا اُن میں سے ستر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم وہ ہیں جو غزوۂ بدر میں شریک ہوئے تھے۔ ان اعزازات کے علاوہ کہ آپ پر اللہ تبارک وتعالیٰ کا یہ بھی احسان ہے کہ آپ کو ذہنی صلاحیتوں اور استعداد سے نوازا تھا۔ ان تمام حالات کا مثبت نتیجہ برآمد ہوا کہ علم وعمل، فضل وکمال، زہد وتقویٰ اور تمام اخلاقی اور روحانی کمالات، اِن میں کوئی بھی ایسی چیز نہ تھی جن سے مستفید نہ ہوئے ہوں۔

علم سے محبت اور شوق کا عالم یہ تھا کہ ۱۲ سال کی عمر میں قرآن مجید حفظ کر لیا۔ پھر تفسیر قرآن مجید کے علم کے حصول میں

مصروف ہو گئے جب تک ایک سورۃ کی تفسیر اور شانِ نزول کا علم حاصل نہ کر لیتے' دوسری سورت شروع نہیں کرتے تھے۔

حدیث شریف کی سماعت' آپ نے مدینہ منورہ کے اُن برگزیدہ صحابی علماء اور فضلائے امت رضی اللہ عنہم سے کی تھی جو مدینہ منورہ میں فنِ حدیث میں کمال رکھتے تھے۔ مثلاً صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے حضرت عثمان غنی، حضرت علی، حضرت ابوموسیٰ اشعری، حضرت عبداللہ بن عمر' حضرت عمران بن حصین' حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص' حضرت امیر معاویہ، حضرت انس اور حضرت جابر رضی اللہ عنہم اِن کے شیوخ میں سے ہیں۔

آپ کی قوت حافظہ بلا کی تھی ہر بات کو خوب یاد کرتے اور یاد رکھتے تھے۔ آپ علم وحکمت، فضل وکمال اور ادب کا بحرِ بے کراں تھے۔ اِس سلسلہ میں حضرت ربیع بن انس علیہ الرحمہ سے منقول ہے' فرماتے ہیں۔

''میں حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہ کے پاس دس برس یا اِس سے زائد عرصہ تک آتا جاتا رہا لیکن مجھے کوئی دن ایسا نہیں ملا جس میں میں نے ایسی بات سنی ہو جو میں اُس سے پہلے سن چکا ہوں''۔ گفتار وکردار کی یکسانیت علمی مہارت وکمال اور حسنِ عمل کے علاوہ قدرت نے آپ کو وضاحت کا ایسا ملکہ عطا فرما رکھا تھا کہ اِن اوصاف میں وہ سب سے فوقیت رکھتے تھے۔

خواجہ حسن بصری رضی اللہ عنہ عالم باکمال اور صاحب عمل تھے۔ آپ پر خوفِ الٰہی ہمیشہ مسلط رہتا۔ طبقہء تابعین کے ائمہ طریقت میں سے ہیں۔ آپ حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کے مرید تھے اور انہی سے علم حاصل کیا۔ ''تذکرۃ الاولیاء'' میں حضرت شیخ فرید الدین عطار رحمہ اللہ تعالیٰ ''کتاب تحفہ'' کے حوالہ سے لکھتے ہیں کہ آپ کو حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ سے ارادت تھی اور آپ نے انہی سے خرقہء خلافت حاصل کیا۔

کسی مومن کے لئے یہ امر انتہائی کٹھن آزمائش اور امتحان کی حیثیت رکھتا ہے کہ وہ اسلام کے اصولوں کے مطابق' جن چیزوں سے باز رکھا گیا ہے' اُن سے رُکا رہے اور جن امور کو بجا لانے کا حکم دیا گیا اُن پر عمل کرتا رہے اِن کو زندگی کا حصّہ بنانا کوئی آسان کام نہیں۔ حضرت خواجہ حسن بصری رضی اللہ عنہ کو قدرت نے جس بیدار' قوتِ عمل کی دولت سے نوازا تھا وہ اِس وجہ سے بڑے بڑے اربابِ اقتدار کے سامنے امرِ حق کو بیان کرتے وقت قطعاً ہچکچاتے نہیں تھے۔

ایک دفعہ وعظ فرما رہے تھے کہ حجاج بن یوسف اپنے پورے جاہ وجلال کے ساتھ ہاتھ میں برہنہ شمشیر لئے فوج کے ہمراہ آیا اور وعظ سننے لگا۔ آپ حجاج بن یوسف کی پرواہ کئے بغیر وعظ میں مصروف رہے اور حق وصداقت کے نور سے سامعین کو فیض عطا فرماتے رہے' جب وعظ ختم ہوا تو حجاج بن یوسف نے آپ کے ہاتھ کو بوسہ دیا اور بوسہ دینے کے بعد لوگوں سے کہا اگر مردانِ حق کو دیکھنا چاہتے ہو تو حسن رضی اللہ عنہ کو دیکھ لو۔

حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے ''بھیڑ بکریاں انسانوں سے زیادہ باخبر ہوتی ہیں کیونکہ چرواہے کی ایک آواز پر چرنا چھوڑ دیتی ہیں جبکہ انسان اپنی حرص وہوا اور خواہشات کی خاطر احکامِ الٰہی کی بھی پرواہ نہیں کرتا۔ صحبت بد انسان کو نیک لوگوں سے دور کر دیتی ہے۔ جس نے گوشہ نشینی اختیار کی وہ سلامت رہا اور جس نے نفسانی خواہشات کو ترک کر دیا وہ آزاد ہو گیا۔ جس نے حسد سے اجتناب کیا اُس نے محبت حاصل کر لی اور جس نے صبر و سکون کے ساتھ زندگی گزاری وہ سربلند ہو گیا۔''

آپ سے پوچھا گیا کون سی چیز پرہیز گاری کو تباہ کر دیتی ہے؟ فرمایا: طمع۔ فرمایا: پرہیز گاری کے تین' درجے ہیں ایک یہ کہ آدمی خواہ غصہ کی حالت میں ہو یا رضا کی حالت میں حق بات کہے۔ دوسرے یہ کہ جن کاموں سے اللہ تبارک وتعالیٰ نے منع فرمایا ہے، اُن سے اپنے اعضاء کو باز رکھے۔ تیسرے یہ کہ جس بات میں اللہ تبارک وتعالیٰ کی رضا پائی جائے اُسی کا ارادہ کرے۔

آپ جنازے میں شمولیت کو اولین ترجیح دیتے تھے۔

ایک مرتبہ آپ ایک جنازے کے ساتھ گئے جب لوگوں نے میت کو قبر میں اتار دیا اور واپس ہونے لگے تو آپ نے بلند آواز سے لوگوں کو کہا ''اے بھائیو! دیکھ لیا انسان کا انجام؟'' یہ جگہ دنیا کا آخری مقام ہے اور آخرت کی پہلی منزل ہے پھر دنیا میں ناز و غرور کس لئے جس کا انجام بالآخر قبر ہے۔''

ایک مرتبہ مشہور تابعی حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ نے حضرت خواجہ حسن بصری رضی اللہ عنہ سے عرض کیا کہ مجھے کوئی نصیحت فرمایئے آپ نے فرمایا تین چیزوں سے ہمیشہ بچتے رہو۔

۱۔ بادشاہوں سے میل جول نہ رکھنا کیونکہ اس کا انجام بالعموم اچھا نہیں ہوتا۔ بادشاہ خواہ کتنا ہی شفیق اور مہربان کیوں نہ ہو اُس کو آنکھ بدلتے کچھ دیر نہیں لگتی۔

۲۔ کسی نامحرم عورت کے ساتھ خلوت میں نہ بیٹھنا خواہ وہ زمانے کی رابعہ بصری ثانیہ ہی کیوں نہ ہو' خواہ اُسے قرآن پاک کی تعلیم ہی کیوں نہ دیتا ہو۔

۳۔ راگ رنگ ،مزامیر اور آلات موسیقی سے پرہیز کرنا کیوں کہ یہ چیزیں برائی کی طرف لے جانے کا پیش خیمہ ہیں۔

حضرت مالک بن دینار علیہ الرحمہ فرماتے ہیں' میں نے آپ سے پوچھا' لوگوں کی تباہی کس چیز میں پوشیدہ ہے۔ فرمایا ''مردہ دلی میں'' میں نے عرض کیا ''مردہ دلی کا مفہوم کیا ہے؟'' فرمایا ''دنیا کی طرف مائل ہو جانا اور دین سے غافل ہو جانا۔''

آپ نے مسلمانوں کو دنیا اور صرف دنیا ہی کے بن کے رہ جانے پر سختی سے منع فرمایا اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنّت مبارکہ کی مطابقت اور پیروی کی تعلیم فرمائی۔ آپ قرآن مجید اور حدیث مبارکہ اور سنّت مطہرہ پر گہری نگاہ رکھتے تھے گویا کہ آخرت کی زندگی آپ کی آنکھیں دیکھتی ہیں۔ آپ نے سوئے ہوئے مسلمانوں کو جھنجھوڑ کر بیدار فرمایا اور اُن پر واضح کیا کہ صرف زبان سے ہی کلمہ پڑھ لینا کافی نہیں بلکہ کامل مسلمان بننے کے لئے اقرار کے ساتھ عمل بھی ضروری ہے۔

آپ کا بیان سوز و گداز سے بھرا ہوتا تھا آپ جو بات زبان سے فرماتے لوگوں کے دِلوں میں اُتر جاتی تھی اور مخلوق آپ کو اِس تاثیر کلام کی وجہ سے امام زمانہ' صاحبِ کرامت اور مستجاب الدعوات تسلیم کرتی تھی۔

حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں' جو بات حکمت سے خالی ہے وہ آفت ہے اور جو خاموشی حکمت سے خالی ہے وہ غفلت ہے جو نظر عبرت کے طور پر نہیں وہ ذلت ہے پھر فرمایا جو شخص قناعت کرتا ہے وہ لوگوں سے بے نیاز ہو جاتا ہے۔ جس نے دنیا سے کنارہ کشی اختیار کی اُس نے سلامتی حاصل کر لی اور جس شخص نے اپنی خواہشات پر غلبہ پایا اُس نے آزادی حاصل کر لی اور جس نے حسد کو چھوڑ دیا اُس نے مودت حاصل کر لی جس نے چند لمحوں صبر کیا اُس نے ہمیشہ کے لئے برخورداری حاصل کر لی پھر جب منہ سے کلام نکلے گا اُس کا اثر دلوں پر ہوگا۔

عام انسان تین حسرتوں کے بغیر دنیا سے نہیں جاتا ایک یہ کہ حسرت کے مطابق جمع نہ کر سکا دوسرے اُسے جو امید تھی وہ پوری نہ ہوئی تیسرے جو راستہ درپیش ہے اُس کے لئے توشہ نہ بنایا۔ فرمایا جس نے اللہ تبارک وتعالیٰ کو پہچان لیا اُس نے اُسے دوست رکھا اور جس نے دنیا کو پہچانا اُس نے اللہ تبارک وتعالیٰ کو دشمن سمجھا۔ دنیا میں نفس سے بڑھ کر کوئی جانور منہ زور اور بدلگام نہیں۔

فرماتے ہیں قرآن مجید کی قدر و منزلت وہ لوگ جانتے تھے جو تم سے پہلے تھے وہ رات کو غور کرتے تھے اور دن کو اُس پر عمل کرتے تھے تم نے اُسے اچھی طرح پڑھا لیکن اُس پر عمل کرنا چھوڑ دیا اُس کے اعراب اور حروف درست کر لئے لیکن پھر دنیا کی کتاب کی طرف متوجہ ہوگئے۔

ایک دفعہ آپ مناجات میں کہہ رہے تھے کہ الٰہی تو نے نعمت عطا فرمائی میں نے شکر نہ کیا، مصیبت نازل کی تو میں نے صبر نہ کیا لیکن باوجود شکر نہ کرنے کے تو نے نعمت کو واپس نہ لیا اور باوجود صبر نہ کرنے کے مصیبت کو دور فرمایا بجز لطف وکرم کے تجھ

سے کیا ہو سکے گا۔

ایک مرتبہ ایک دیہاتی نے آپ سے صبر کے متعلق پوچھا آپ نے فرمایا صبر کی دو قسمیں ہیں۔

ا۔ بلا اور مصیبت کے وقت صبر کرنا۔

۲۔ اُن امور سے بچنا جن سے اللہ تبارک وتعالیٰ نے منع فرمایا ہے۔ فرمایا اُس شخص کا صبر قوی ہے جو جزا اور غرض کو درمیان سے اٹھا دے' تاکہ اُس کا صبر صرف اللہ تبارک وتعالیٰ کے لئے ہو۔

آپ نے فرمایا بکری آدمی سے زیادہ سمجھدار ہے کیونکہ وہ اپنے چرواہے کی آواز پر چرنا چھوڑ دیتی ہے لیکن آدمی اللہ تبارک وتعالیٰ کے فرامین سن کر بھی نافرمانی پر تُلا رہتا ہے۔

فرمایا' جو نماز حضورِ قلب سے نہ ہو وہ عذاب کے زیادہ نزدیک ہے۔ لوگوں نے پوچھا خشوع کیا ہے۔ فرمایا وہ خوف جو دل میں قائم ہو اور دل اُسے لازم جانے۔

فرمایا: بدوں کی صحبت نیکوں سے بدگمانی پیدا کرتی ہے۔ جو بدوں کی صحبت اختیار کرتا ہے دراصل خود اُس میں ہی بدی کے جراثیم ہوتے ہیں اگر اُس کے دل میں نیکی و بھلائی کا مادہ ہوتا تو وہ نیکوں کی صحبت اختیار کرتا۔

حضرت مالک بن دینار رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ میں نے آپ سے پوچھا کہ دنیا کا عذاب کیا چیز ہے؟ تو آپ نے فرمایا دل کا مردہ ہو جانا۔ میں نے پوچھا دل کے مردہ ہونے کا مطلب کیا ہے؟ فرمایا دل میں دنیا کی محبت پیدا ہو جانا۔

کسی مجلس میں ایک شخص نے سوال کیا کہ حضرت خواجہ حسن بصری رضی اللہ عنہ کو ہم لوگوں میں کیوں بزرگی اور برتری حاصل ہے تو کسی بزرگ نے جواب دیا کہ ہمیں آپ کے علم کی ضرورت ہے اور آپ بجز اللہ تبارک وتعالیٰ کے کسی کے محتاج نہیں، اس لئے آپ سب لوگوں کے سردار اور بزرگ ہیں۔

ایک مرتبہ کسی نے آپ سے کہا کہ فلاں آدمی نے آپ کی غیبت کی ہے تو آپ نے کھجوروں کا تھال اُس کے ہاں بھیج کر کہلا بھیجا کہ میں نے سُنا ہے آپ نے اپنی نیکیاں میرے نامۂ اعمال میں درج کرا دی ہیں اس لئے میں آپ کا بہت بہت شکریہ ادا کرتا ہوں اور یہ ناچیز ہدیہ بطور شکرانہ بھیج رہا ہوں۔ افسوس ہے کہ آپ کی اِس نیکی کا پورا پورا عوض ادا نہیں کر سکتا۔

حضرت خواجہ حسن بصری رضی اللہ عنہ کی اپنی حالت یہ ہوتی تھی کہ ہر وقت خوفِ الٰہی سے لرزتے رہتے تھے۔ آپ کے ہم عصر تابعی حضرت یونس بن عبید رضی اللہ عنہ کا قول ہے کہ ''جب حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہ آتے تھے تو ایسا معلوم ہوتا تھا جس طرح ابھی وہ کسی قریبی عزیز کو دفن کر کے آرہے ہیں اور جب بیٹھتے تو ایسے قیدی کی طرح جس کے قتل کا حکم صادر ہو چکا ہے اور جب اُن کے سامنے دوزخ کا ذکر کیا جاتا تو اُن کے رونگٹے کھڑے ہو جاتے تھے اور ایسا نظر آتا کہ دوزخ شاید انہی کے لئے تیار کی گئی ہے'' حضرت یونس بن عبید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں' ''ہم نے حضرت خواجہ حسن بصری رضی اللہ عنہ کو زندگی میں کبھی قہقہہ مارتے نہیں دیکھا'' اور فرماتے تھے کہ ''مومن کے لئے قہقہہ غفلت کا نتیجہ ہوتا ہے' زیادہ قہقے لگانے والوں کا دل مردہ ہو جاتا ہے۔''

ایک دفعہ حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ جو کہ حاکم وقت تھے انہوں نے آپ کی خدمت میں لکھا اور عرض کیا کہ ''حضرت مجھے کوئی نصیحت فرمائیے تاکہ میں اُسے حرزِ جان بنالوں'' آپ نے جواباً لکھا:

''اگر اللہ تبارک وتعالیٰ آپ کے ساتھ ہے تو پھر کسی سے نہ ڈرو اور اگر اللہ تبارک وتعالیٰ آپ کے ساتھ نہیں ہے تو پھر کسی سے امید نہ رکھو اور اُس دن کو ہمیشہ یاد رکھو جب موت سر پر کھڑی ہوگی''۔

آپ کی وفات سے چند روز پہلے ایک شخص نے خواب میں دیکھا کہ ایک پرندے نے مسجد کی ایک کنکری اٹھالی ہے اس نے حضرت محمد ابن سیرین علیہ الرحمہ سے خواب کی تعبیر دریافت کی تو انہوں نے فرمایا کہ ''اگر تمہارا خواب سچا ہے تو حضرت خواجہ حسن بصری رضی اللہ عنہ کا انتقال ہو جائے گا'' چنانچہ ایسا ہی ہوا اُس خواب

(باقی صفحہ نمبر ۳۹ کالم نمبر ۲ پر ملاحظہ فرمائیں)

حُسنِ کارکردگی

عیدالاضحیٰ کے موقعہ پر کام کرنے والے پیارے احباب کے نام

حسبِ سابق اس سال بھی قربانی کی کھالیں جمع کرنے میں نگینہ سوشل ویلفیئر سوسائٹی (رجسٹرڈ) لاہور اور انجمن اشاعتِ دین اسلام (رجسٹرڈ) لاہور کے ممبران، متعلقین اور ہمدرد برادران طریقت نے خوب محنت کی اور اللہ تبارک وتعالیٰ کی بارگاہ سے صلہ پایا۔ سوسائٹی کے بزرگوں نے اپنے تمام احباب کے ذہن میں اِس یقین اور عقیدہ کی پختگی پیدا کرنے کی تلقین کی کہ اللہ تبارک وتعالیٰ اور رسول کریم ﷺ محنت کرنے والوں سے محبت کرتے ہیں۔

نگینہ سوشل ویلفیئر سوسائٹی (رجسٹرڈ) لاہور اور انجمن اشاعت دین اسلام (رجسٹرڈ) لاہور کی طرف سے اُن تمام حضرات و خواتین کو ہدیہ تبریک پیش کیا جاتا ہے جنہوں نے سوسائٹی اور انجمن کے نمائندوں کو پذیرائی بخشتے ہوئے اُن کی حوصلہ افزائی فرمائی۔ جن حضرات نے کھالوں کی صورت میں عطیات پیش کئے ہیں انہوں نے سوسائٹی اور انجمن کے فلاحی پروگراموں اور نشر و اشاعت اور تبلیغ دین کے کاموں میں بھرپور معاونت کی ہے۔ یہ معاونت اُن کے لئے ایسا صدقہ جاریہ ہے جس کا صلہ انہیں ہمیشہ ملتا رہے گا۔

بارگاہ رب العالمین میں دُعا ہے کہ تمام معاونین اور کارکنان کو دین وُدنیا میں کامیابی وکامرانی حاصل ہو۔ ان سب کے علم وعمل میں برکت ہو اور ان کی محبتیں اور خلوص نگینہ سوشل ویلفیئر سوسائٹی (رجسٹرڈ) لاہور اور انجمن اشاعت دین اسلام (رجسٹرڈ) لاہور کے ساتھ ہمیشہ برقرار رہیں۔ آمین!

سوسائٹی اور انجمن کے جن کارکنان نے عیدالاضحیٰ کے موقع پر کھالیں اکٹھی کیں، اُن کے نام مندرجہ ذیل ہیں:

(۱) مرکزی کیمپ جامع مسجد نگینہ چائنہ سکیم

صاحبزادہ بشیر احمد یوسفی، صاحبزادہ حافظ خلیل احمد یوسفی، محمد شہزاد بٹ یوسفی، محمد اعجاز احمد یوسفی، محمد شاہد یوسفی، محمد ایاز یوسفی، کاشف مختار یوسفی، حافظ عثمان یوسفی، محمد عظیم یوسفی، حافظ محمد عظیم یوسفی، محمد سلیم یوسفی، محمد اعجاز یوسفی، محمد اسد یوسفی، حاجی محمد صغیر یوسفی، عبدالجبار یوسفی، محمد توقیر یوسفی، محمد عتیق شاہ یوسفی، محمد افضال یوسفی، حافظ قاری محمد زمان یوسفی، محمد مشتاق یوسفی

(۲) جامع مسجد محمد ابوبکر صدیق گوجر پورہ (C-1)

غلام مرتضیٰ، حافظ محمد شاہد الحق یوسفی، سید علی رضا شاہ یوسفی، محمد لیاقت یوسفی، محمد اعظم یوسفی، محمد اشرف، محمد سجاد

(۳) اکرم پارک (شادباغ)

عامر سلیم یوسفی، حافظ تنویر احمد یوسفی، محمد حفیظ یوسفی، مولوی محمد نعیم یوسفی، قاسمی رسول سلیم یوسفی، محمد ندیم یوسفی، محمد ندیم یوسفی، محمد مستحسن حیات یوسفی

(۴) اقبال روڈ (شادباغ)

شہزاد احمد منہاس یوسفی، حافظ محمد سلمان یوسفی، عثمان علی یوسفی، محمد آصف اعوان یوسفی، سہیل منہاس یوسفی، سلیمان منہاس یوسفی، رانا خالد یوسفی، حافظ محمد رضوان یوسفی

(۵) دی لسک ہائی سکول (شادباغ)

محمد وحید خان یوسفی، محمد ذیشان یوسفی، محمد وقاص یوسفی، شیخ محمد آصف یوسف یوسفی

(۶) نیو شاد باغ

محمد ناصر یحییٰ یوسفی　امیر الدین یحییٰ یوسفی　محمد عثمان یحییٰ یوسفی
محمد یاسر یحییٰ یوسفی

(۷) نگینہ کتب خانہ وسن پورہ

عبدالعلیم یوسفی　شیخ محمد آصف یوسفی　محمد حمید یوسفی
محمد افضال یوسفی　محمد ریحان یوسفی　محمد صادق یوسفی
محمد ریاض یوسفی　شیخ محمد خالد یوسفی　محمد رضوان یوسفی
سید نیر احمد یوسفی　محمد جہانگیر بیگ　محمد عالمگیر
الطاف احمد یوسفی　محمد ندیم بٹ

(۸) بھاٹی گیٹ

محمد کاشف یوسفی　محمد فہد　محمد ذیشان یعقوب یوسفی
محمد خرم شہزاد یوسفی　محمد فیصل یوسفی　حافظ محمد عرفان یوسفی
محمد شبیر یوسفی　محمد عثمان عارف یوسفی　محمد معظم یوسفی
محمد زوہیب یوسفی　محمد نعیم یوسفی　محمد رفیق یوسفی
رانا محمد الیاس یوسفی　حافظ عدیل یوسفی　محمد فرقان یوسفی
محمد ہارون یوسفی　محمد شفیق یوسفی　حافظ عامر یوسفی

(۹) ٹاؤن شپ سیکٹر B-1

حاجی محمد سلیم یوسفی　محمد ابراہیم خان یوسفی

(۱۰) ٹاؤن شپ سیکٹر A-2

مولانا محمد شفیق ناطق یوسفی　سید محمد حسن شاہ یوسفی　سید محمد شیراز شاہ یوسفی
سید محمد شاہد بشارت یوسفی　محمد محسن سعید یوسفی　محمد سعید یوسفی
محمد احمد یوسفی　محمد شہزاد انور یوسفی　محمد وحید غضنفر یوسفی
محمد کاشف مجید یوسفی　محمد اویس یوسفی　محمد سلمان افتخار یوسفی
محمد سلمان قریشی یوسفی

(۱۱) ماڈل ٹاؤن

شیخ فہد احمد یوسفی　حاجی فضل الٰہی یوسفی　محمد عمران خاں یوسفی
شہزاد عابد یوسفی　محمد اعجاز　محمد علیم خاں یوسفی

(۱۲) واپڈا ٹاؤن

محمد ذیشان یوسفی　محمد عمران یوسفی　عمران فیاض یوسفی

(۱۳) عمر چوک ٹاؤن شپ وجو ہر ٹاؤن

محمد احمد یوسفی　چوہدری محمد حفیظ یوسفی　محمد شہباز علی یوسفی
محمد طاہر　محمد حسیب یوسفی　منیر احمد یوسفی
بشیر احمد یوسفی　شیخ عمر حفیظ یوسفی　شیخ الطاف حفیظ یوسفی

(۱۴) پاور ہاؤس (مغل پورہ)

محمد محمود یوسفی　محمد سلمان خان یوسفی　جاوید علی خان یوسفی
قاری محمد حنیف یوسفی　محمد جنید یوسفی　محمد عامر خان یوسفی

(۱۵) قلعہ گجر سنگھ

محمد عثمان یوسفی　محمد کامران　محمد ساجد یوسفی

(۱۶) فتح گڑھ

میاں محمد یوسف یوسفی　حافظ غلام دستگیر یوسفی　محمد بوٹا یوسفی
محمد عدنان یوسفی　محمد اشرف

(۱۷) وحدت کالونی

رشید احمد جنجوعہ یوسفی　محمد سلیم یوسفی　محمد اویس یوسفی

(۱۸) سکیم نمبر 2

حافظ محبوب احمد یوسفی　محمد سلیم یوسفی　تنویر احمد یوسفی

(۱۹) داروغہ والا

محمد ماجد حنیف یوسفی　بشارت حسین یوسفی　محمد افتخار یوسفی
محمد افتخار یوسفی　محمد عباس یوسفی

(۲۰) چونگی امر سدھو

محمد عبدالرؤف یوسفی

(۲۱) کینٹ

حاجی محمد شاہد رفیق تمیمی یوسفی

(۲۲) سلطان پورہ

چوہدری محمد ہارون یوسف

(۲۳) والٹن

قاری ارشاد احمد یوسفی — فیاض احمد یوسفی — شبیر احمد یوسفی
حاجی محمد شاہد یوسفی — شمشاد احمد یوسفی — افضال احمد یوسفی

(۲۴) گھوڑے شاہ

حاجی غلام محمد یوسفی — محمد مبارک علی یوسفی — محمد اشتیاق احمد یوسفی
حافظ فہد احمد یوسفی — محمد خالد یوسفی — محمد افتخار احمد یوسفی
محمد سرور یوسفی — محمد ظفر یوسفی — محمد احمد یوسفی
محمد ریاست علی یوسفی — محمد صدیق یوسفی — غلام رسول یوسفی
محمد طاہر الخیری

(۲۵) گلشن راوی

محمد شاہد محمود بٹ یوسفی — شیخ محمد یونس یوسفی — محمد ندیم بٹ شاہد یوسفی
محمد نوید بٹ شاہد یوسفی — محمد نعیم شاہد بٹ یوسفی — محمد سلیم نواز یوسفی
محمد علی جاوید یوسفی — محمد وحید یوسفی — محمد عقیل الرحمٰن یوسفی
محمد الیاس یوسفی — محمد فیصل بٹ یوسفی — محمد مبین یوسفی
محمد توصیف بٹ — محمد معین یوسفی — محمد متین یوسفی
محمد احسن یوسفی — محمد آصف یوسفی — محمد نواز یوسفی
محمد انیس الرحمٰن یوسفی — محمد آصف یوسفی — علی امین یوسفی
شیخ محمد فیصل یوسفی — محمد یاسر شاہ یوسفی — محمد سجاد یوسفی
محمد مبین یوسفی — محمد روحیل یوسفی — محمد عمران داؤد
محمد کاشف بیگ یوسفی — محمد ماجد یوسفی — محمد علی یوسفی

☆☆☆

☆☆

تفصیل کھالیں

نمبر شمار	حلقہ	تعداد
1	جامع مسجد نگینہ گجر پورہ سکیم لاہور	375
2	جامع مسجد محمد ابوبکر صدیق گجر پورہ c-1 لاہور	93
3	نگینہ کتب خانہ وسن پورہ و نگینہ الیکٹرونکس، چوک ناخدا لاہور	199
4	قلعہ گجر سنگھ لاہور	70
5	سکیم نمبر 2 وسن پورہ لاہور	36
6	پاور ہاؤس مغلپورہ لاہور	36
7	کوٹ خواجہ سعید لاہور	73
8	شجاع کالونی گھوڑے شاہ لاہور	128
9	لسک ہائی سکول، اقبال روڈ، بٹ آٹوز، اکرم پارک عامر روڈ، شاد باغ لاہور	375
10	فتح گڑھ لاہور	60
11	بھاٹی گیٹ لاہور	190
12	داروغہ والا لاہور	30
13	گلشن راوی لاہور	375
15	ٹاؤن شپ، گرین ٹاؤن، ماڈل ٹاؤن، واپڈا ٹاؤن، جوہر ٹاؤن لاہور	485
16	سلطان پورہ لاہور	19
17	والٹن لاہور	36
18	صدر کینٹ لاہور	15
19	وحدت کالونی لاہور	80
20	ملتان	150
21	حویلی لکھا ضلع اوکاڑہ، ساہیوال	179
ٹوٹل کھالیں		3004

www.seedharastah.com

تبصرۂ کتب

۱۔محاسن کنزالایمان:

ازقلم: ملک شیر محمد خان اعوان آف کالاباغ

اِس کتاب میں امام اہلسنّت مجدد دین وملت الشاہ احمد رضا خان بریلوی علیہ الرحمہ کے ترجمۃ القرآن "کنزالایمان" کے علمی ٗادبی اوراعتقادی محاسن بیان کئے گئے ہیں اوراُردو کے مختلف تراجم کا تقابلی جائزہ بھی پیش کیا گیا ہے۔ہدیہ: بیس روپے ڈاک ٹکٹ۔ ملنے کا پتا: رضا اکیڈمی محبوب روڈ ٗ رضا چوک ٗ مسجد رضا ٗ چاہ میراں لاہور۔

۳۔چالیسواں کیا ہے؟

ازقلم: منیر احمد یوسفی مدیر اعلیٰ ماہنامہ "سیدھا راستہ" لاہور

جب انسان نورِ علم سے مطالعہ کرتا ہے تو دِل کی گرہ کھلتی ہے۔علم ہمارے جدِ امجد حضرت آدم علیہ السلام کی فطرتی وراثت ہے۔اِسی علم کی فضیلت کو ملائکہ نے تسلیم کرکے رب کائنات کے حکم سے حضرت آدم علیہ السلام کو سجدہ کیا۔علم جہالت کے اندھیرے کو دور کرتا ہے۔تعصب اورضد کا خاتمہ کرتا ہے۔

ہر کلمہ پڑھنے والے کو دعوت ہے کہ اِس کتاب کا سنجیدہ اور باوقار مسلمان کی حیثیت سے مطالعہ کرے۔پڑھنے کے بعد اگر کوئی سوال ذہن میں آئے تو ادارہ ماہنامہ "سیدھا راستہ" لاہور کے پتا پر لکھ کر بھیجیں۔انشاء اللہ العزیز بڑی محبت سے جواب دیا جائے گا۔ذہنی اورفکری اختلاف سے نجات پانے کے لئے آج ہی اِس کتاب کو حاصل کریں۔ہدیہ: 30 روپے کے ڈاک ٹکٹ۔

ملنے کا پتا: جامع مسجد نگینہ A-977 بلاک بی III ٗ گجر پورہ (چائنہ سکیم) لاہور۔فون نمبر 6823128۔

(صفحہ نمبر ۱۸ کا بقیہ)

مجھے میری مصیبت پر اجر عطا فرما اوراس کا بہتر بدلہ عطا فرما"۔ فرماتی ہیں جب کوئی ایمان والا اِس طرح اپنی تکلیف اورمصیبت پر ثابت قدمی کا مظاہرہ کرتا ہے تو رب کائنات اسے بہتر عوض عطا فرماتا ہے۔فرماتی ہیں ٗ جب حضرت ابوسلمہ رضی اللہ عنہ فوت ہوئے تو میں نے انہی کلمات کے ورد سے صبر واستقامت کا مظاہرہ کیا ٗ پھر میں نے سوچا کہ میں نے یہ کیا کہا ہے کہ حضرت ابوسلمہ رضی اللہ عنہ سے بہتر بدلہ عطا فرما حالانکہ حضرت ابوسلمہ رضی اللہ عنہ سے بہتر کون ہوگا؟ کہ وہ پہلے گھر والے تھے جنہوں نے حبشہ اورمدینہ منورہ کی طرف گھر والوں کے ساتھ ہجرت کی ۔آپ فرماتی ہیں ٗ اِس دُعا کے پڑھنے اورصبر واستقامت کا دامن تھامنے کی برکت سے مجھ پر اللہ تبارک وتعالیٰ کا یہ کرم ہوا کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے مجھے حضرت ابوسلمہ رضی اللہ عنہ کے بدلہ میں امام الانبیاء حبیب کبریاء حضرت محمد مصطفیٰ کریم آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زوجیت کا انعام واکرام عطا فرمایا۔

مصائب میں ثابت قدمی یقیناً اللہ تبارک وتعالیٰ کی رحمت وبرکات کے نزول کا باعث ہے۔اللہ کریم کی بارگاہ میں التجا ہے کہ ہمیں اِس دار فانی میں ثابت قدمی کی نعمت سے مالا مال فرمائے اوردنیا ودین میں کامیاب فرمائے۔

(صفحہ نمبر ۳۲ کا بقیہ)

کے چند ایام کے بعد ۱۱۰ھ میں آپ کا وصال ہوگیا۔اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّـآ اِلَیْـہِ رَاجِعُوْنَ جنازہ اُٹھا تو اُس میں کثرت سے لوگ شریک تھے۔اب تک تاریخ بصرہ میں سب سے پہلا اتفاق تھا کہ کسی کے جنازے میں اتنی بڑی تعداد میں لوگ شریک ہوئے۔ حضرت خواجہ حسن بصری رضی اللہ عنہ اپنے مولیٰ کے پاس حاضر ہوگئے اوراللہ تبارک وتعالیٰ اُن سے راضی ہے۔آپ مسلمانوں کے لئے روشنی کا مینار ہیں۔جب آپ فوت ہوئے اُسی رات ایک بزرگ نے خواب میں دیکھا کہ آسمانوں کے تمام دروازے کھلے ہیں اور منادی ہورہی ہے کہ حسن بصری (رضی اللہ عنہ) اپنے رب کے ہاں پہنچ گئے ۔اوراللہ تبارک وتعالیٰ اُن سے راضی ہوگیا۔اللہ تبارک وتعالیٰ ہمیں اُن جیسی خوبصورت زندگی نصیب فرمائے۔آمین

www.seedharastah.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

کامل پیرومرشد یوسف مصرِ محبت

از قلم: منیر احمد یوسفی (ایم۔اے) ایڈیٹر ماہنامہ سیدھا راستہ لاہور

اللہ تبارک وتعالیٰ نے تمام مخلوقات میں انسان کو فضیلت بخشی ہے۔ لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِیْ اَحْسَنِ تَقْوِیْم کا اعزاز عطا فرمایا ہے۔ اور پھر انسانوں میں سے ایمان والوں کو خَیْرُ الْبَرِیَّۃِ یعنی تمام مخلوقات میں سے بہتر فرمایا ہے۔ بہترین ہونے کا سبب ایمان اور اعمال صالحہ کو بیان فرمایا گیا۔ پھر اِن بہترین لوگوں میں افضل ترین وہ ہیں جو تقویٰ، سچائی، اخلاص، ایثار، عفوو درگذر، دوسروں کی بھلائی اور خیر خواہی وغیرہ کے اوصاف حمیدہ سے نوازے گئے ہیں۔ وہ رہبر ورہنما کے مقام پر فائز ہیں۔ ایسے لوگوں کے حالات زندگی کا مطالعہ کرنے سے اچھا انسان بننے کا شوق اور تڑپ پیدا ہوتی ہے۔ ہر صاحبِ ایمان' چاہیئے وہ کیسے مرتبے اور معیار کا ہے، نماز پنجگانہ میں ''انعام یافتہ'' ہستیوں کے نقشے قدم پر چلنے کی دُعا کرتا ہے۔ تو جن ہستیوں کے نقشے قدم پر چلنے کی ہر شخص دُعا کرتا ہے۔ ایسے لوگوں کے حالات زندگی کا مطالعہ کرنا چاہیئے تا کہ اُن کی خوبصورت' قابل تقلید اور انقلابی واصلاحی سیرت سے ایمانی، روحانی اور عرفانی تروتازگی حاصل ہو۔

گذشتہ صدیوں میں بے شمار حضرات نے انعام یافتہ ہستیوں کے ''تذکرے'' لکھ کر انسانیت پر بہت بڑا احسان کیا ہے۔ انسانوں کی تاریخ، سیرت وکردار رقم کرنا، محفوظ رکھنا، بیان کرنا اور دوسروں تک پہنچانا' سنّت الٰہیہ اور سنّت نبی آخر الزماں ﷺ ہے۔

ہر دور میں ایسی ہستیاں پیدا ہوئی ہیں جنہوں نے اپنی انقلابی اور اصلاحی تحریکوں سے نسل انسانیت کی دنیا وآخرت کو سنوارنے کا فریضہ ادا کیا ہے۔ انہی برگزیدہ ہستیوں میں ایک نابغہء روز گار شخصیت پیر طریقت رہبر شریعت امین علم لدنی حضرت علامہ حاجی محمد یوسف علی نگینہ قدس سرہ العزیز ہیں۔ جنہوں نے اپنے سیرت وکردار اور دعوت وتبلیغ سے ہزار ہا انسانوں کو صراط مستقیم کی طرف گامزن فرمایا۔

مدیر اعلیٰ ماہنامہ ''سیدھا راستہ'' کو اللہ تبارک وتعالیٰ نے توفیق بخشی ہے کہ اُس نے اپنے کامل پیرومرشد کے حالاتِ زندگی اور سیرت وکردار اور مشن کو ''یوسف مصرِ محبت'' کے عنوان سے انتہائی خوبصورت سادہ' اور دلنشین انداز میں رقم کیا ہے۔ ''یوسف مصرِ محبت'' عرف عام میں محض حالاتِ زندگی پر مشتمل کتاب نہیں بلکہ عقائد کی پختگی' اعمال کی درستگی' قرآن مجید اور احادیث مبارکہ کے علوم کا بہترین مجموعہ ہے۔ بفضلہ تعالیٰ ہر پڑھنے والے کے لئے بہترین اور خوبصورت کتاب ہے۔ ''یوسف مصرِ محبت'' میں حضرت قبلہ باباجی سرکار نگینہ رحمہ اللہ تعالیٰ کے تحقیقی کام کے چند نمونے بھی پیش کئے گئے ہیں۔ (ادارہ) زیرِ تبصرہ کتاب آج ہی حاصل کرنے کی کوشش کیجئے۔

ملنے کا پتا:

جامع مسجد نگینہ 977.A بلاک بی II گجر پورہ چائنہ سکیم لاہور

مکتبہ نبویہ گنج بخش روڈ لاہور

Ph No.6846677-6823128 0300-4274936, 0321-4524625

E-mail: http://www.seedharastah.com

Mailing Addres: info@seedharastah.com

ہدیہ

150 روپے